

اٹچ آر سی پی کی فیکٹ فائندنگ رپورٹ

کشمیر میں
ہدایتی
کشیدگیوں
کے
بیان



شماں سندھ: حل کی تلاش میں

اتچ آرسی پی کی فیکٹ فائڈنگ رپورٹ



پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

© 2023 پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
تمام حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ اصل ذریعے کی اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

اس دستاویز کے مندرجات کے مصدقہ ہونے کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی غیر ارادی غلطی کا ذمہ دانیں ہے۔

ISBN 978-627-7602-32-1

پرمنٹر: وزیریزڈویژن
90-اے، ائیر لائنز ہاؤسنگ سوسائٹی
خیابان جناح، لاہور

کو روڈیز آئن تصاویر: ڈاون (<https://www.dawn.com/news/1324424>)

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
الیوان جہور
107 ٹپ بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن
لاہور۔ 54600
فون: +92 (042) 3583 8341, 3586 4994, 3586 9969
ایمیل: hrcp@hrcp-web.org
ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

یہ دستاویز یورپی یونین کی مالی معاونت سے تیار کی گئی ہے۔ اس دستاویز کے تمام مندرجات کی مکمل ذمہ
داری پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ہے اور کسی بھی صورت میں یورپی یونین کے کنکتہ نظر کی عکاسی
نہ سمجھا جائے۔



مالی تعاون: یورپین یونین

فہرست

5	تعارف	-1
6	عورتوں کے خلاف تشدد	2
9	منہجی اقلیتیں	3
12	امن و امان	4
16	تعلیم اور صحت تک رسائی	5
17	ملازمت اور فلاح و بہبود کے کام	6
18	صحافیوں کے تحفظ اور آزادی اظہار رائے	7
19	موسمیاتی تبدیلی کا نظام	8
23	تجاویز	9

سپاس نامہ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ائج آری پی) اس فیکٹ فائنسڈ گک مشن کا حصہ بننے پر اپنے کو نسل آفس کے ارکان حنا جیلانی، سعدیہ بخاری اور قاضی خضر جبیب کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے دفاع کارامد اچاند بوا شکر گزار ہے۔ ایج آری پی اس مشن کے دوران تنظیم کے کوچیں پرنس کے طور پر خدمات سرانجام دینے پر اسد بٹ صاحب کا، ابتدائی مسودے کی تیاری کے لیے عملے کی رکن شنازمان بٹ، ادارت اور نظر ثانی کے لیے ڈائریکٹر فرح خیا اور مشن کو منظم کرنے کی غرض سے ایج آری پی کے کراچی اور حیدر آباد کے علاقائی دفاتر میں کام میں مدد فراہم کرنے پر ندائ تویر اور غفران آرائیں کا شکر یہ ادا کرتا ہے۔

1 تعارف

اتجھ آرسی پی، دودھائیوں سے ہر چند سال میں ایک اعلیٰ سطحی فیکٹ فائزڈ گم مشن بھیج کر سندھ میں سیاسی اور انسانی حقوق کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہوئے ایک کے بعد ایک آنے والی حکومت کی توجہ، شہریوں کے جائز مطالبات کی جانب دلاتا رہا ہے، جن میں صحت اور تعلیم کی سہولیات، امن و امان کی بھائی، کمزور طبقات جیسا کہ عورتوں اور نہ بھی اقلیتوں کا تحفظ، جرمی گمشد گیوں کا خاتمه اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں شامل ہیں۔ حالیہ برسوں میں شمالی سندھ سے بھاری تعداد میں شکایات موصول ہونے کے بعد شمالی سندھ کے مخصوص اضلاع میں مشن بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔

یہ مشن 14 سے 18 فروری 2023 کے دوران تشكیل پایا جو چیرپرسن حجاجیانی، سندھ کے نائب سربراہ قاضی خضر جبیب، کونسل کے رکن سعدیہ بخاری اور سینئر کارکن امداد چائز یو پر مشتمل تھا۔ اسے بٹ صاحب نے اتھ آرسی پی کے شریک چیرپرسن اور اتھ آرسی پی کے عملے کی رکن شناز مان بٹ صاحب نے روپرٹ کے طور پر حصہ لیا۔ اس ٹیم نے گھوکی، میر پور ما تھیلو، کندھ کوٹ، جیکب آباد، لاڑکانہ اور کراچی کا دورہ کیا جہاں اس مشن نے مشاورت، فوکس گروپ مباحثت اور معلومات فراہم کرنے والے اہم لوگوں سے انٹرویوز کرنے کا اہتمام کیا۔ مشن نے 18 فروری 2023 کو کراچی میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس کے دوران اس مشن کے ابتدائی اکشافات اور مشاہدات پیش کیے۔

وسعی تاظر میں اس مشن کا دائرہ کار:

- کمزور طبقات کے حقوق پر مخصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے، شمالی سندھ میں انسانی حقوق کی مجموعی صورت حال کا جائزہ لینا۔
- صفائی بنیادوں پر تشدد کے مقامی ناظر کو سمجھنا، خاص طور پر ان نقصان دہ رسم و رواج کو جو بلا روک ٹوک جاری ہیں۔
- نہ بھی اقلیتوں کے اراکین کو درپیش حقوق کی خلاف ورزیوں، خاص طور پر جری تبدیلی نہ ہب کی نوعیت اور شدت کو، دستاویزی شکل دینا۔
- اس علاقے میں مختلف گروہوں میں اظہار رائے اور اجتماع کی آزادی، تعلیم اور صحت کی سہولیات تک رسائی، حق ملکیت اور لیبر حقوق کی مجموعی صورت حال کا تجزیہ کرنا۔
- ریاستی مشینری میں مالیات، عدل و انصاف اور پولیس کی کارگردگی پر جا گیر دارانے توں کے تسلط کے پس منظر میں سماجی، معاشری اور سیاسی حقوق کے قانون کے نفاذ کا جائزہ لینا۔
- خاص طور پر پسمندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر انصاف تک رسائی کے مکمل طریقوں اور ان کی کمیابی کی نشاندہی کرنا۔
- 2022 کے سیالاب کے بعد متاثر گروہوں کی صورت حال کا تعین کرنا اور متعلقہ علاقوں میں بھائی کی کوششوں کی رفتار کا جائزہ لینا۔

درج بالا خلاف ورزیوں سے نہیں کے لیے ضلعی اور صوبائی حکومتوں کے اقدامات اور کام کرنے والوں کے سامنے آنے والے مسائل کی شدت کا معائنہ کرنا اس مشن کے دوران اتھ آرسی پی نے سول سوسائٹی کے اراکین، قانون دانوں، صاحفوں، طبلہ، مزدوروں، انسانی حقوق کے کارکنوں اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ بات چیت کی۔ ٹیم نے کئی حکومتی عہدیداروں سے بھی ملاقات کی جن میں گھوکی کے سینئر سپر ٹینڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) تنور ہسین تینو، گھوکی کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ماجد حمید، جیکب آباد میں عورتوں کی ترقی کے ادارے کی ڈپٹی ڈائریکٹر خالدہ سعید، لاڑکانہ کی ڈپٹی کمشنر رابعہ سیال، اور قمبر شہدا کوٹ کے ڈپٹی کمشنر سیم اللہ اوڈھو شام تھے۔ روپرٹ بنیادی طور پر ان شرکا کی زبانی شہادتوں اور انسانی حقوق کی صورت حال کے متعلق معلومات فراہم کرنے والے اہم لوگوں کی جانب سے دیے گئے تجزیوں پر مشتمل ہے۔ اتھ آرسی پی ان سب افراد کا شکرگزار ہے جنہوں نے شمالی سندھ میں انسانی حقوق کی صورت حال پر معلومات جمع کرنے میں ٹیم کی مدد کرنے کے لیے وقت کالا اور یقیناً تو قرہتا ہے کہ مستقبل میں جنوبی سندھ میں بھی انسانی حقوق کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ایک اور مشن تشكیل دیا جائے گا۔

2 عورتوں پر تشدد

مشن کی توجہ جس غالب تشویش کی جانب دلائی گئی وہ عورتوں پر مقامی طور پر تشدد سے متعلق تھی۔ خاص طور پر کاروکاری (غیرت کے نام پر قتل) کی صورت میں ناقابل تردید احکام کی قبولیت کی حامل تقصیان وہ سمجھیں جا ری رہیں۔ امڑو یو ڈینے والے ایک شخص کے مطابق، ان حملوں کا بڑا حصہ بلوچستان کی صوبائی سرحد کے قریب واقع شہروں کندھ کوٹ اور جیکب آباد میں پیش آیا۔ مشن کو بتایا گیا کہ ان مقدمات کے مظلوموں میں کم عمر لڑکیاں، شادہ شدہ عورتیں اور حتیٰ کہ بڑی عمر کی عورتیں شامل ہیں۔ روہڑی سے تعلق رکھنے والی انسانی حقوق کی ایک کارکن کے مطابق بڑی عمر کی عورتیں زیادہ تر جاسیدا و کے تازعات کی بنیاد پر، اپنا حق دراثت جتنے کے باعث نشانہ بنیں۔ مکمل طور پر مردوں پر مشتمل جرگہ یادبھی کو نسل، جو جا گیرداروں کی سرپرستی میں قبیلوں کے سربراہان اور مذہبی پیشواؤں کا ادارہ ہے، کی جانب سے انصاف فراہم کرنے کی کڑی روایت کے بارے میں افسوس ناک شکایات ملیں، جس کے تحت افراد کو غیر قانونی سزا میں دی گئیں، جن میں عورتوں کو دی گئی سزا میں موت بھی شامل تھی۔ اگرچہ یہ کوئی لیں اور جرگے 2019 میں سپریم کورٹ کی جانب سے غیر قانونی قرار دے دیے گئے تھے لیکن اس سے قانون کے معاملے میں کوئی خاطرخواہ ازالہ نہ ہو پالیا۔



کندھ کوٹ میں ضلع کوٹل کے دفتر میں سول سو سائٹی کے نمائندوں سے ملاقات

کندھ کوٹ کے ایک کیل نے غیرت کے نام پر قتل کے ایسے آٹھ مقدمات میں ابتدائی رپورٹ (ایف آئی آر) کے اندر اجرا اور ابتدائی قانونی عمل کے آغاز کے متعلق اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ مشن نے یہ مشاہدہ بھی کیا کہ غیرت کے نام پر قتل کے کئی مقدمات میں، مقدمے کے اندر اجرا کی خواہش، اور تفتیش کرنے والے عہدے داروں کی تبدیلی کے لیے قانون کی دفعات 22 اے اور 22 بی کے تحت درخواستیں دائر کرنے کی کوششیں بھی لا حاصل رہیں۔

ٹیم کو صفائی بیان پر تشدد بشمول جسمانی اور جنی محمل، حراست، زندہ دفن کرنے اور قتل کرنے سے متعلق ایسی خطرناک روپوں میں، جن کا بڑا حصہ کبھی عام لوگوں کے سامنے نہیں لایا گیا۔ کندھ کوٹ کے نزدیک رشیدہ کھوسوکی بیٹی 24 سالہ حاملہ عورت نازیہ کھوسو، اور اس کی دو سالہ بیٹی کوثر کے انواع کا ایک واقعہ مشن کے علم میں آیا۔ بنگوار قبیلے سے تعلق رکھنے والے مبینہ ملزمان کے خلاف انغو اور قتل کے ساتھ ساتھ ایک ایف آئی آر انسداد و ہشتگردنی ایکٹ کے تحت درج ہوئی۔ معموقی عورت اور اس کی بیٹی کی بازیابی کے لیے، علاقے کے انسانی حقوق کے کارکنوں کی جانب سے موثر اقدامات کے مطالبے کے باعث اس واقعے کو مقامی طور پر بہت توجہ حاصل ہوئی۔ اس علاقے میں مشن کے دورے کے چند دن بعد انسانی حقوق کے کارکنوں نے مفویوں کے بازیاب نہ ہونے کے خلاف احتجاج کیا۔ متاثرہ خاندان اور احتجاج کرنے والوں کے تخفیفات دور کرنے کی بجائے پولیس نے انسداد و ہشتگردنی کے تحت ایچ آر سی پی کی گورنگ کوٹل کے رکن امداد اللہ کھوسو سمیت احتجاج

کرنے والوں کے خلاف مقدمات درج کیے۔ اس روپرٹ کے مندرجات مکمل ہونے تک موصول ہونے والی معلومات کے مطابق وہ عورت اور اس کی بیٹی ابھی تک بازیاب نہ ہو سکے اور پرانا احتجاج کرنے والے کارکن انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں۔ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق، وہ عورت جوانوں کے وقت حاملہ تھی، اس کے ہاں انہوں کے دوران مردہ بچے کی پیدائش ہوئی۔ ابی آرسی پی اس مقدمے کے بارے میں گھری تشویش رکھتا ہے، اور قانون نافذ کرنے والے مقامی اداروں کی جانب سے عورت کے ساتھ برتبے جانے والے نارواں سلوك پر اسے تحفظ دینے کی کاوش کو ناقص سمجھتا ہے، جو پرانا احتجاج کرنے والوں کے حقوق کی سنجیدہ خلاف ورزی سے دو گناہ خراب ہو جاتی ہے۔

عورتوں اور بڑیوں کے انہوں قابلی جھگڑوں کے بڑھتے ہوئے تازہات کا نتیجہ بھی ہیں۔ گھوکی میں اباد و قبصے سے تعلق رکھنے والے شر قبیلے کے اراکین کا دعویٰ ہے کہ ان کے قبیلے کی عورتوں کو اس طرح کے جھگڑے میں نشانہ بنایا گیا اور وہ عورتوں کے خلاف تشدد کر کے خالف قبیلے کو بے عزت کرنے کی سوچ کے باعث اب تک ایک طرح سے خطرات کی زد میں ہیں۔ مشن کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان بھیاں کم حملوں کے کچھ متاثرین کو قتل کیا گیا اور ان کی لاشیں ساحلی علاقوں سے ملیں۔ گھوکی کے رہائشوں کا کہنا تھا کہ سندھ کا کچھ کا علاقہ، جو دریائے سندھ کے کنارے کے ساتھ ساتھ سیاہی میدانوں پر مشتمل ہے، خاص طور پر ان عورتوں اور بچوں کی لاشیں پھینکنے کے حوالے سے ایک بدنام مقام ہے۔ پنجاب اور بلوچستان کی سرحد پر آر پار لے جائے جانے والے متاثرین میں سے بھی بڑا حصہ دوصوبوں کو ملانے والے ضلع کشمیر کے کچھ کے علاقے میں قتل کیا جاتا ہے۔ اس علاقے میں کام کرنے والی ایک این جی اور کے ملازم نہ نشان دیں کی کہ عورتوں کی لاشوں کے معائنے اور پوسٹ مارٹم کے حوالے سے طبعی و قانونی معاملات میں عورت ڈاکٹروں اور عورت فراز نک ماہرین کی کمی، سو گوارخاندانوں یا متاثرین کے لواحقین کو میڈیکل سرٹیفیکیٹ لینے میں مانع ہے اور یوں ان مقدمات کی قانونی پیروی میں رکاوٹ آتی ہے۔

گھوکی سے ایک پولیس افسر نے الزام لگایا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اس کے اور اس کے چچا جوانوں بھی پولیس ملازم ہیں، کے خلاف اس وقت انتقامی کارروائی کی جب وہ اپنی خاتون رشتہ دار کے انہوں کی تشویش کر رہے تھے۔ اس کے بقول ابتداء میں تو پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا اور بعد ازاں غلط معلومات کے ساتھ ایف آئی آر درج کی تاکہ مقدمے کی تشویش کا رخ موڑا جاسکے۔ پولیس کے عہدے دار نے دعویٰ کیا کہ اس کے چچا کو اپنے سینئر ز کے علم میں لائے بغیر تشویش کرنے کی بنیاد پر نوکری سے معطل کیا گیا اور انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اسے اور اس کے خاندان کو کمی جھوٹے مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔

گھوکی کے ایس ایس پی تو نیر حسین تینوں کے ساتھ ملاقات کے متعلق پوچھا۔ ایس ایس پی نے ان الزامات کی تردید کی اور بتایا کہ مذکورہ ملاز میں نے عمداً آگ لگائی اور مکنہ انہوں کا رکوں کی املاک لوٹیں۔ وہ اس موقف پر قائم تھے کہ ان کے خلاف اٹھائے گئے اقدامات نظم و ضبط سے متعلق تھے اور ان کے معاملات اسی تناظر میں تھے۔ بہر حال جو بھی ہو، مشن اس حوالے سے ابھی تک تشویش میں بستا ہے کہ مشن کی تکمیل کے وقت تک متاثر فردوغ اسے تو تھا لیکن ابھی تک ملزم کے خلاف قانونی کارروائی ہونا باتی تھی۔

مشن نے جب غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات میں سزاوں کی شرح کم ہونے کے متعلق سوال کیا تو ایس ایس پی کا کہنا تھا کہ گواہوں کی گواہی میں کمی کا مطلب ہے کہ اکثر مقدمات واقعیتی ثبوتوں کی بنیاد پر درج ہوئے جن کا نتیجہ استغاثہ کی ناکامی کی صورت میں اکلا۔ تاہم انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ غیرت کے نام پر قتل کے واقعات میں پچھلے سال کے مقابلے میں کمی دیکھی جا رہی ہے (ابی آرسی پی کی جانب سے معلومات کی فراہمی کی درخواست پر سندھ پولیس کی جانب سے دیے گئے اعداد و شمار کے مطابق 2021 کے 120 مقدمات کے برکس 2022 میں یہ تعداد 98 رہی)، تاہم ایس ایس پی نے یہ تسلیم کیا کہ شہریوں نے اکثر پولیس کی کارروائی کو کافی شک کی نگاہ سے دیکھا۔ انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ ضلع گھوکی میں عورت پولیس ملاز میں کی 233 خالی اسامیوں پر ایک بھی بھرتی نہیں کی گئی۔ ان کے نزدیک عورت درخواست گزار تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ تاہم کئی عورتوں کو قبائل کی جانب سے متفقہ طور پر پولیس کے محکمے میں بھرتی ہونے سے باقاعدہ طور پر رکاوٹ جاتا ہے۔

جیکب آباد میں ڈیپارٹمنٹ آف ومن ڈیولپمنٹ کی ایک خاتون رکن نے بتایا کہ جیکب آباد شہر کی پولیس میں کل چار خواتین ہیں، جن میں سے دو سپاہی متبادل کے طور پر تیار رہتی ہیں اور دو رسی دفتری کام کرتی ہیں۔ مشن کو یہ بھی بتایا گیا کہ گھریلو تشدید کا نشانہ بننے اور زندہ بچ جانے والی عورتوں کا تناسب بہت بڑا ہے۔ مثال کے طور

پر، کندھ کوٹ میں ایک خاتون سیاسی کارکن نے ایک پالتو پرندے کی چوری کے الزام میں اپنی بہن کی اس کے شوہر کے ہاتھوں قتل کی کہانی بیان کی، جسے چار پائی کے ساتھ باندھ کر مارا پیٹا گیا اور چار گھنٹے محصور رکھا گیا۔

گفتگو کرنے والے نے پولیس کی شدید بے حسی کی شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ ان کی جانب سے مجرمانہستی اس کی بہن کی موت کا سبب بنی۔ پولیس کے بار بار کی ناکامیوں کے دعووں کے دوران، مشن کے علم میں یہ بات آئی کہ مظلوموں کے لیے قابل رسائی اور محفوظ پناہ گا ہوں کی شدید کی ہے۔ عورتوں کی پناہ گا ہیں، جنہیں دارالامان کہا جاتا ہے، سندھ ڈیپارٹمنٹ آف ومن ڈیوپمنٹ کے دائڑہ کار میں آتی ہیں جو غیر فعال اور ملازمین کی کمی کا شکار ہے۔ صوبے کی اس قسم کی چار سہوتوں میں سے، دو شمالی سندھ کے شہروں لاڑکانہ اور سکھر میں واقع ہیں۔ روٹس کے مطابق پناہ کی طالب خواتین کو جان جو کھوں میں ڈال کر طویل فاصلے طے کرنے پڑتے ہیں اور وہ اکثر جسمانی تشدید کے خطرے سے دوچار رہتی ہیں۔ ان پناہ گا ہوں میں محدود مالی وسائل کے سبب عورتوں کو طبی سہولیات اور قانونی مدد کی کمی کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ وہ کروں کی کمی کی وجہ سے تنگ جگہ پر سکڑ رہتی ہیں اور کسی مستقل تربیت سے عاری انتظامیہ اور شاف کی جانب سے ظالمانہ رویے کا سامنا کرتی ہیں۔ تاہم، جیکب آباد میں ڈیپارٹمنٹ آف ومن ڈیوپمنٹ کی ڈپٹی ڈائریکٹر خالدہ سعمر و نے دعویٰ کیا کہ روزانہ جیسی ایں جی اوز کے تعاون سے ان پناہ گا ہوں میں قانونی امداد اور وکیشنل تربیت فراہم کی گئی۔

انھوں نے یہ بھی بتایا کہ تربیت اور ترقی کے زیادہ تر کو رسائیے قلیل مدتی منصوبوں کی مد میں فنڈنگ کی دستیابی سے مشروط تھے۔ سعمر و کے مطابق، ان پناہ گا ہوں میں موجود 90 فیصد عورتوں غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم کے تقضیوں میں شامل ہوتی ہیں۔ عورتوں اور لڑکیاں معیاری تعلیم کی راہ میں خواتین کے لیے مخصوص تعلیمی اداروں کی کمی جیسی ناقابل عبور رکاوٹوں کا سامنا کر رہی ہیں۔ کشمیر، کندھ کوٹ کی ضلعی باریسوی ایشن کے جزل سیکٹری ایڈوکیٹ عبدالغفرن جمالی نے اکشاف کیا کہ لڑکیوں کے پرائمری سکول نایاب ہیں اور ضلع کے قرب و جوار میں لڑکیوں کے لیے کوئی ڈگری کا لج نہیں۔ صنی بندیوں پر بڑھتے ہوئے جرائم، خاص طور پر مذہبی اقیتوں کے افراد، جن کا زیادہ شکار ہیں، کی وجہ سے یہ خاندان عورتوں اور لڑکیوں کے عام لوگوں میں آنے جانے کے حوالے سے پچھاہٹ کا شکار ہیں۔ کندھ کوٹ سے کچھ مزید انٹریویو ہیں والوں نے پولیس، عدالت و مردگار اہم شعبوں میں عورتوں کے تناسب کی کمی کی نہت کی۔ مشن نے انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے عورتوں کے تعلیم کے حق کا حصول ممکن بنانے کی کوششوں کی، ایک حصہ افزاع اعلام کے طور پر تعریف کی۔ کندھ کوٹ میں ایک کارکن نے عورتوں کے حقوق کی ایک تنظیم میں اپنے کام کے بارے میں بات کی جو میر پور خاص میں سکول سے بے دخل ہونے والے بچوں کے دوبارہ داخلے کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ بالغوں میں فیصلہ سازی کا ہنر پیدا کرنے کے لیے لمبہ چلاتی ہے۔

ایڈپشل ڈپٹی کمشنر گھوکی، ماجد حمید نے سندھ انجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کے بارے میں بات کی، جو ایک سرکاری ادارہ ہے، اور پسمندہ گروہوں کی لڑکیوں کی تعلیمی پروگراموں تک رسائی کو وسعت دینے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ تاہم، عورتوں کی سیاسی شمولیت کو لڑکیوں کی تعلیمی مشکلات سے ملینی جلتی مشکلات کا سامنا ہے، جنہیں مردی سیاسی رہنماؤں کی دھنس اور حکمی مزید گھبیر بناتے ہیں۔ بدین سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سیاسی کارکن نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے والی پہلی خاتون ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے مشن کو بتایا کہ اس کے خاندان کو سیاسی مخالف کی جانب سے، جو علاقے کا بااثر سردار ہے، دھمکیاں موصول ہوئیں۔ کندھ کوٹ کے وکلا نے 8 مارچ 2022 کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر 1200 لوگوں کا اجتماع منعقد کیا، جس میں مارچ اور حقوق کی آگاہی کے سیمینار کے انعقاد کے لیے کوئی تکمیل نہ شرکت کی۔ یہ پروگرام کامیاب رہا سو کچھ مقامی دینی رہنماؤں کی جانب سے احتجاج میں حصہ لینے والوں کے خلاف فتوؤں کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ ایک عورت مارچ گھوکی میں بھی ہوا۔ مشن نے محنت کی سہولیات تک رسائی کے حوالے سے مردوں اور عورتوں میں نمایاں عدم مساوات کا مشاہدہ کرتے ہوئے بتایا کہ زچہ و بچہ کے قریب ترین مرکز لاڑکانہ اور سکھر جیسے نجاح آباد شہروں میں واقع ہیں۔ گھوکی میں ایک دیکیل نے بتایا کہ قریب ترین ہسپتال جو شہر سے تمیں کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، تک پہنچنے کے دوران اکثر عورتوں میں وفات پا جاتی ہے۔

3 مذہبی اقلیتیں

سنده اپنے دہی علاقوں میں ہندووں کی بہت بڑی آبادی اور اس کے بعد عیسائی، سکھ، پارسی، کالاش اور بدھ مت اقلیتیں کی آبادی کے حوالے سے منفرد امتیاز رکھتا ہے۔ مشن کو پورے عمل کے دوران ہندو اور عیسائی کمیونٹی کے نمائندوں، وکلا، اساتذہ، طلباء اور سیاسی کارکنوں سے ملنے کا موقع ملا۔ ایسے ہی ایک موقع پر، مشن کی ملاقات میغوار محلہ کے رہائشیوں سے ہوئی، یہ ضلع گھوکی کا سرحدناہی قصبہ ہے جو 50 گھروں اور 500 سے زیادہ افراد پر مشتمل ہے۔ اس ملاقات سے مشن نے یہ اندازہ لگایا کہ سماجی ہم آہنگ کے دعووں کے باوجود شامی سنده کی مذہبی اقلیتیں ادارہ جاتی امتیاز، خواہ مخواہ کے توہین مذہب کے الزامات اور عقیدے میں تبدیلی کے حوالے سے اپنے حقوق کی خلاف ورزیوں کے متعلق خود کو خطرات سے دوچار محسوس کرتی ہیں۔



میغوار محلہ کا لوئی، سرحد، گھوکی کے ہندو رہائشیوں کے ساتھ ملاقات

میغوار محلہ کا لوئی، سرحد، گھوکی کے ہندو رہائشیوں کے ساتھ ملاقات میں گھوکی کے سول سو سائٹی کے نمائندوں نے اپنے ضلع کو جری تبدیلی مذہب کا مرکز قرار دیا، کہ جہاں ماضی میں کئی اعلیٰ سطح کے معروف واقعات سامنے آئے۔ انھوں نے میاں مٹھو کے نام سے معروف مقامی سیاست دان اور مسلم رہنمایاں عبدالحق کی جری تبدیلی مذہب اور زبردستی کی شادیوں میں غیر قانونی مداخلت کا ذکر کیا۔ ان کے مطابق پیراپنے اثر رسوخ اور ریاست کے حمایت یافتہ رابطوں کو گھوکی، ڈھرکی سے بھی آگے واقع اپنے مدرسے، درگاہ بر چنڈی شریف میں تبدیلی مذہب کے لیے استعمال کرنے کے حوالے سے بدنام ہے۔

یہ اسلام بھی لگایا گیا کہ میاں مٹھو کا مدرسہ کم عمر ہندو بڑکیوں کے اغوا میں ملوث ہے جنہیں بعد میں جرم آنہب تبدیل کرنے پر محروم کیا جاتا ہے اور مسلمان بڑکوں سے شادی کرائی جاتی ہے۔ میاں مٹھو کے اس دعوے کو کہ لڑکیاں اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کرتی اور شادی کرتی ہیں، ہندو خاندانوں نے بختی سے مسترد کرتے ہوئے یہ نکتہ اٹھایا کہ ان کی اکثریت تو ابھی کم عمر ہے۔ انھوں نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ ایسا ہے تو پھر ہندو بڑ کے اپنے عقیدے کی تبدیلی کی ضرورت محسوس کیوں نہیں کرتے۔ ان میں سے چند ایک نے میاں مٹھو اور اس کے بھتیجے میاں محمد جاوید کے خلاف صفت آرا ہونے کے لیے با اختیار ہونا محسوس کیا، جو اپنے انکل کے ساتھ ان جرمی حرastوں میں مرکزی کردار کے طور پر نمایاں ہوا ہے۔ بات کرنے والوں نے مشن کو بتایا کہ 2020 کے اوخر میں سمرن کماری کے مقدمے میں، جو اپنے خاندان کے مطابق سترہ سال کی عمر میں میر پور متحیلو میں پی خالہ کے گھر سے غائب ہوئی تھی، خوف کے مارے شہریوں کو احتجاج کرنے سے کیسے باز رکھا گیا۔ بعد میں اس کے خاندان کو بتایا گیا کہ وہ مٹھو کی درگاہ پر اسلام تجویل کرنے پہنچ چکی ہے، اس نے اپنانام عائشہ رکھا ہے اور اسی دن ایک مسلمان بڑکے سے شادی کر رہی ہے۔ درگاہ نے سمرن کی عمر بھی ایکس برس قرار دی۔ جنوری 2021 میں ایک ایئریشن سیشن حج نے سمرن کے خاندان کو بیٹی کی بازیابی سے روکنے کا عدالتی حکم نامہ جاری کیا۔ گھوکی سے تعلق

رکھنے والے ایک وکیل نے سمرن کا کیس لینے کے معاملے میں وکلا برادری کی پہنچاہٹ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ یہ متعدد حوالوں کا سبب تھا۔ جیکب آباد کے ایک شہری نے یہ اکشاف بھی کیا کہ وہ ان مسلمانوں میں سے تھا جنہوں نے اس مقدمے کے بارے میں اپنے رجسٹر گم کا اعلانیہ اظہار کیا اور اس کے تیجے میں اس پر من گھڑت الزامات عائد کیے گئے۔ اگرچہ سنده چالندہ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2013 نے شادی کے لیے کم از کم عمر کی حد 18 سال مقرر کر دی اور کم عمر کی شادی کو جرم قرار دے دیا لیکن مذہبی اقليتوں کے افراد محسوس کرتے ہیں کہ اس سے کوئی خاطر خواہ بہتری نہیں آئی۔ شادی کی عمر کی حد 16 سال ہے۔ انہوں نے دو ہندو بہنوں رینا اور روینا کے اخواں اور جبراً تبدیلی مذہب اور شادی کا حوالہ دیا، جنہیں میاں مٹھو کے مسلح شاگرد مارچ 2019 میں رحیم یار خان لے کر گئے۔ خاندان نے دعویٰ کیا کہ وہ کم عمر تھیں لیکن اسلام آباد ہائی کورٹ نے انھیں اپنے مسلمان شوہروں کے ساتھ رہنے کی اجازت دی۔

کچھ لوگوں کا کوئی نظر یہ تھا کہ جبراً تبدیلی کرنے والوں کے خاندانوں نے اپنی بڑیوں سے ملنے یا انھیں واپس لینے سے انکار کر دیا۔ خطرناک بات یہ ہے کہ کم عمر بڑیوں کی مرضی کو ان اداروں نے بھی دفاع کیا جو بچوں کے حقوق کی شناخت اور تحفظ کے ذمہ دار ہیں۔ جیکب آباد میں بچوں کے تحفظ کے ایک سابقہ افسر نے مشن کو ملاقات کے دوران بتایا کہ جبراً تبدیلی کرنے والی بڑیوں کی اکثریت کم عمر ہے لیکن انہوں نے یہ بات یقین سے کہی کہ وہ کسی مسلمان بڑی کے کی محبت میں گرفتار ہونے کے بعد اسلام کی طرف راغب ہوئیں۔ میکھواڑ کا لوئی کے ہندو بہائی جبراً تبدیلی مذہب سے متعلق معاملات کو انشانیں کرتے، اگرچہ مشن نے یہ محسوس کیا کہ گفتگو کے دوران مسلمان سہولت کا رکھی موجودگی شاید انھیں کھل کر بات کرنے سے رونقی ہے۔

ایس ایس پی گھوکی تورینیو نے بتایا کہ مذہبی اقليتوں کی جانب سے دائر کی گئی شکایات کو دیگر جرائم پر ترجیح دی جاتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے چھ ماہ کے دور میں جبراً تبدیلی مذہب کا ایک بھی واقعہ سامنے نہیں آیا۔ انہوں نے متاثرین کی سنده سے پنجاب منتقلی کا اشارہ دیتے ہوئے وضاحت کی کہ اس طرح کے مقدمات ان کے او سنده چالندہ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ قبر شہدا دکوٹ کے ڈپٹی کمشنر، سلیم اللہ اوڈھونے میڈینہ طور پر مذہب تبدیل کرنے والوں کو اپنے والدین کے پاس واپس آنے پر قائل کرنے کی کوششوں کو دہرا دیا، لیکن ایک بار عقیدے کے اعلان کے بعد ان کے معاملات میں مداخلت کرنے سے خود کو مغذور پانے کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ یہ خود ہماری عزت کا معاملہ بن جاتا ہے۔

مشن نے قابل غور خطرے کو محسوس کرتے ہوئے جبراً تبدیلی مذہب کے حوالے سے اقليتوں سے تعلق رکھنے والی نوجوان بڑیوں کے آسان ہدف ہونے کے انتہائی تاثر کا مشاہدہ کیا۔ ہندو اور مسیحی عورتوں کی نقل و حرکت کی آزادی محدود ہے جو انھیں تعلیم کے حصول کے موقع سے محروم کرتی ہے۔ میکھواڑ محلے کے رہائیوں نے اکشاف کیا کہ انہوں کے ڈر سے، ان کی کمیٹی کی ایک بھی بڑی سکول نہیں جاتی۔ جیکب آباد میں ایک ہندو بلدیاتی نمائندے نے بتایا کہ گذشتہ برسوں میں عورتوں کی تعلیم کی سطح خراب تر ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایس ایم کے انسٹیوٹ آف زسٹنگ شکار پور کے میڈیکل کالج میں مسیحی بڑیوں کے دس برس قبل کے 15 داخلوں کے مقابلے میں اس سال صرف ایک داخلہ ہوا۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے شہر کے کلیساوں میں بڑیوں کے لیے ویکشنل پروگراموں کے اجر اکی کوشش کے دوران انہوں نے محسوس کیا کہ والدین بڑیوں کو اپنی مذہبی کمیٹی کے مرکز میں بھیجنے پر زیادہ آمادہ ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوؤں میں کم عمر شادیوں کا بڑھتا ہوا رجحان دیکھنے میں آیا کیونکہ خاندان اپنی بڑیوں کو مذہب کی جبراً تبدیلی سے محفوظ رکھنے کے لیے، ان کی شادی میں عجلت بر تھے ہیں۔

اقليتوں کی عبادگاہوں پر تو اتر سے حملوں کی خبریں ملیں۔ لوگوں نے 2019 میں گھوکی میں مندوں کی بھرتی کے تین واقعات سے مشن کو آگاہ کرتے ہوئے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔ انہوں نے دیگر مقامات پر ہندو مندوں کو وسعت دینے کے لیے درکاری میں کی عدم دستیابی کی شکایت کی۔ میکھواڑ محلہ کمیٹی کے ارکان نے بتایا کہ ان کی کالوئی کا مندر اتنا تنگ ہے کہ بکشکل لوگوں کی جگہ بنتی ہے۔ تو یہ مذہب کے قانون کا غلط استعمال پریشان کن حد تک مسلسل ہو رہا ہے اور اکثر ویزٹر اس کی خبر سامنے نہیں آتی۔ ہندو ہمناؤں نے 2022 میں نوتن لال کو ایک سیشن کورٹ کی جانب سے عمر قید کی سزا نائے جانے پر دکھ کا اظہار کیا۔ نوتن لال ایک ہندو استاد ہیں جو گورنمنٹ ڈگری کالج گھوکی میں پڑھاتے ہیں اور ان پر 2019 میں دسویں جماعت کے ایک طالب علم کی جانب سے تو یہ مذہب کا الزام لگایا گیا تھا، جس کی ویڈیو سوشل میڈیا پر بہت پھیلی تھی۔ استاد کو عمر قید کے علاوہ 50 ہزار روپے جرمانہ بھی ہوا۔ گھوکی کے ایک وکیل نے بتایا کہ اس وقت کوئی وکیل ان کا مقدمہ بڑا نہ کوتیا رہنے تھا۔

اقیتوں سے تعلق رکھنے والے شکایات کنندگان نے اس بات پر زور دیا کہ انھیں تقاریر، رابطوں اور کاموں میں ہدایات کا پابند بنایا جا رہا ہے۔ مشن کو ایک واقعے کے بارے میں جان کر کافی پریشانی ہوئی کہ جس میں گھوٹی سے تعلق رکھنے والے ایک ہندوڑ کے پر ایک مسلمان لڑکے کے والدکی جانب سے بدکاری کا الزام لگایا گیا جس کے بارے میں یا اکشاف ہوا کہ وہ لڑکے آپس میں گلے ملے تھے۔ بتانے والوں کے مطابق ہندوڑ کے خاندان نے عدالت میں تھیفے کے دوران 50 ہزار روپے ادا کیے۔ کچھ مقامی ہندووں نے سماجی اجتماعات اور سیاسی جلسوں میں ان کی آمد کو برائی سمجھنے کا تاثر محسوس کرنے کے بارے میں بتایا۔ امتیازی سلوک کی دیگر مثالیں زیادہ واضح تھیں، جیسا کہ پورے صوبے میں کام کرنے والے مقامات اور ہوٹلوں پر انھیں کھانا اور پانی الگ برتوں میں دیا جانا، جنہیں سنہرے پیالے، گلاس اور پلیٹیں کہا جاتا ہے۔ ایک وکیل مٹی کمار نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اسے تسلسل سے غیر ملکیوں کی طرح باہر کا سمجھا جاتا ہے اور اس کی شناخت کو بھارتی قومیت کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اس عدم قبولیت کے احساس کے ساتھ اس نے تینی سے دعویٰ کیا کہ میں اپنے ملک سے تعلق رکھنے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ مذہبی اقیتوں کے خلاف ان واقعات کا تسلسل معاشرے میں سراہیت کر جانے والے رویے اور منظم رکاوٹوں کی نشاندہی کرتا ہے جو انھیں کمیونٹی کے ساتھ مل جل کر رہے کی زندگی سے دور کرتا ہے۔ کنڈھ کوٹ کے دکانے بتایا کہ پچھلے برس کشمور کے متعدد ہندو خاندان ملک ہی چھوڑ گئے۔



جیکب آباد میں ایک پیسہ کرنے والے چرچ کے پادری نے ووٹ ڈالنے والی خواتین کے تحفظ کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا

مذہبی اقیتوں میں بے روزگاری کی شرح نمایاں طور پر بلند ہے جو ان کے افرادی قوت کا حصہ بنانے کے ضمن میں حکومتی ناکامی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سندھ نے مذہبی اقیتوں کے لیے 5 فیصد کوٹھ مختص کر رکھا ہے لیکن اس کا نفاذ کمزور اور ناکافی ہے۔ یہ بتایا گیا کہ میغوار کالوں کے 1500 افراد میں سے صرف چار کو اقیتوں کے کوٹھ پر ملازمت دی گئی۔ اسی طرح، اقیتوں کی سیاسی نمائندگی بھی کم سے کم رہی۔ میغوار کمیونٹی کے ارکان نے بتایا کہ گذشتہ ضمیم انتخابات میں ضلع گھوٹی میں محض ایک ہندو سیاسی کامیابی سیئینے ہوئے، پاکستان پیپلز پارٹی کے نکٹ پر ڈھرکی یونین کوئسل سے منتخب ہوا ہے۔ جیکب آباد کے چرچ کے ایک پادری نے اضافہ کرتے ہوئے بتایا کہ بلدیاتی انتخابات میں بھی خواتین باہر جا کر ووٹ ڈالتے وقت خود کو محفوظ تصویر ہیں کرتیں۔ ایک مقامی بلدیاتی نمائندے نے مشاہدہ کیا کہ اقیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کا ایک بڑا ووٹ بینک ہے اور انتخابی عمل میں ان کی شرکت اقیتوں کے مفادات میں بہتری لانے کے لیے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

4 امن و امان

شہابی سنده میں قانون کا نفاذ غیر مؤثر ہا جو مقتضم جرائم، عسکری تشدد، انتظامی طور پر نمایاں کمزوری اور احتساب، اور استھانی جاگیردارانہ طاقت کے نظام کے باعث مزید پھلا پھولا۔ ریاست کے اداروں پولیس، عدالیہ اور مالیات میں بدانستگی نے اس علاقے میں کئی پھلوؤں سے ایک بڑے چیلنج کو متفکل کیا ہے۔

مشن کو ایسے کئی مجرمانہ مقدمات کے بارے میں بتایا گیا جن میں قتل، انغو، زمینوں پر قبضے اور قبائلی جھگڑے شامل تھے۔ شہریوں اور پولیس کو ایک عام تشویش جو پریشان کر رہی ہے، وہ بڑی شاہراہوں کے ساتھ اور صوبے کے کچھ کے علاقے میں ڈاکوؤں کے گروہوں، بشویں انغو اکاروں کی غیر قانونی کارروائیوں سے متعلق ہیں۔ سنده کا کچھ کا علاقہ جو ریاستے سنده کے ہزاروں ایکٹر رقبے پر مشتمل ہے۔۔۔ ایک طرف کشمور سے دادو تک اور دوسرا جانب گھونگی سے موروتک۔۔۔ جرائم کے حوالے سے کافی بدنام ہے اور بڑے انغو اکاروں کی جنت سمجھا جاتا ہے۔ اسے ایک انتہائی خطرناک خطہ قرار دیتے ہوئے مختلف علاقوں کے لوگوں نے کہ جہاں جہاں مشن نے دورہ کیا، یہ بتایا کہ وہ اس دھرتی کو انغو ہونے کے خوف سے پاک چاہتے ہیں۔ ایس ایس پی گھونگی تنوریتیو کے مطابق گذشتہ سال انغو برائے تاداں کے کم از کم 300 مقدمات سامنے آئے، جن میں انغو ہونے والوں کی اکثریت نے بتایا کہ انھیں فون کال، میتھ اور سوشل میڈیا کے ذریعے جکنی چپڑی با توں سے جال میں پھنسایا گیا۔ عمل ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے جس سے اندازہ رہ سال ایک ارب روپیہ لوٹا جاتا ہے۔ ایس ایس پی نے بتایا کہ پولیس ان مجرموں سے مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح مسلح ہیں ہے کہ جن کے پاس سویلیں کی سٹھنے کے پتوں اور زیادہ سے زیادہ سب مشین گنیں ہیں۔ جبکہ دوسرا طرف ڈاکونو جی قدم کے اعلیٰ اسلحے سے لیس ہیں، حتیٰ کہ ان کے پاس جہازگرانے والی بندوقیں ہیں جو جہازوں کو گراستی ہیں، اور جو کچھ کے علاقے کی مشکل جغرافیائی حدود میں پولیس کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔

مشن کی ملاقات جن لوگوں سے ہوئی وہ پولیس کے اس بیانیے سے اتفاق نہیں کرتے، ان کا کہنا تھا کہ یہاں موجود سیکڑوں چیک پوٹھیں ان صوبائی سرحدوں کو بڑے پیانے پر فوجیوں کی حامل بناتی ہیں۔ انھوں نے اسلحہ کی نقل و حرکت کو ممکن بنانے میں سیکورٹی فورسز کی ملی بھگت کے شک کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ پولیس اپنے سرکاری فرائض سے غفلت بر تر رہی ہے۔ مقامی افراد نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اسلحے کے عام ہونے کے متعلق اپنے تھنخات کا اظہار بھی کیا۔ ان کے مطابق، جرائم پسند گینگ با اثر رہنماؤں کی آشیز باد سے کام کرتے ہیں جن کی کچھ کے علاقے میں محدود رسمی میں بڑے مالیاتی مفادات چھپے ہیں۔

پریشان کن بات یہ ہے کہ ان گھناؤ نے محلوں کا نشانہ اکٹھ پکھے بنتے ہیں۔ کندھ کوٹ کے ایک فرد نے جولائی 2022 میں تنگانی کشور، کے مردہ محلے سے دن دیہاڑے ایک تین سالہ بچے جنید احمد بکھر انی کے انغو کا واقعہ سنایا۔ سول سو ساٹی کے نمائندوں، مذہبی رہنماؤں اور سیاسی کارکنوں نے مسلسل 41 دن تک انغو کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پولیس اور اعلیٰ عدالتوں سے انصاف کی گزارش کی۔ یہ معلوم ہوا کہ مسلسل احتجاج کے باعث پچھے بازیاب ہوا، اگرچہ رہائشیوں نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس معاملے سے متعلق میڈیا کو ترجیح بہت کم رہی۔ اسی سے ملتے جلتے ایک اور واقعے میں سات سالہ شعیب سعید سعید کو جنوری 2023 میں پیزادہ کالوںی، لاڑکانہ سے انغو کیا گیا اور تاداں کی حیران کرن قم کا مطالبہ کرتے ہوئے قید رکھا گیا۔

سول سو ساٹی کے نمائندوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ کئی یقین دہنیوں کے باوجود ادب تک اس مقدمے کی ایف آئی آر بھی درج نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس ایک ناقابل دست اندازی پولیس (این سی آر) رپورٹ درج کی گئی، جس میں پولیس کے پاس تفتیش کے اختیارات نہیں ہوتے۔ لاڑکانہ میں ہی نو سالہ ساحل کو ریجو کام مقدمہ ابھی تک اتنا کاشکار ہے جسے 2015 میں تاداں کے لیے انغو کیا گیا تھا۔

انغو کے علاوہ مشن نے جنی تشدید کے معاملے میں بچوں کو بہت زیادہ نشانہ بنانے کا مشاہدہ بھی کیا۔ جیکب آباد کے ایک کارکن نے بتایا کہ اس ضمن میں گذشتہ سال کم از کم 19 مقدمات سامنے آئے۔ انسانی حقوق کا دفاع کرنے والے جوانوں اور امداد میں سے ملنے پولیس کی سختی اور غفلت پر ماتم کیا ہو سببیہ مجرمان کی جانب سے قانونی سقماں اور ہر اسکی کے ساتھ مل کر مقدمے کے حل اور سزا ایسیں دلوانے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ مشن کو انور سعید کے قتل کے بارے میں جان کر تشویش ہوئی جو کندھ کوٹ کا

رہائشی تھا اور پسمندگان میں چار بچے چھوڑ گیا۔ ان بچوں کی ماں خانزادی شیخ نے مشن کو بتایا کہ ان الزامات میں ایک شخص کو نامزد کیا گیا لیکن اس مقدمے سے کچھ بھی برآمدہ ہوا۔ جرام کے متعلق مقدمات کی بڑی تعداد کو دیکھتے ہوئے، گھوگی پولیس نے شکایات یا ایف آئی آر کے فوری اندراج کی سہولت فراہم کرنے کے لیے آئی جی سندھ پولیس کی جانب سے حال ہی میں پولیس شکایات اور آر انکے لیے وسیع کا نظام متعارف کروانے کو خوش آمدید کہا۔ ایس اپنی گھوگی کے مطابق اب پولیس کے عہدیداروں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ مسلسل معائنے اور مقدمے کے شرکا کے ساتھ جاری کارروائی کے متعلق رابطے کے ذریعے شکایت کنندہ کے مسائل درج کیے جائیں گے۔

تاہم مشن نے مشاہدہ کیا کہ سرکاری اور نجی شعبے کے کسی کارکن نے اس اقدام کا ذکر نہیں کیا، جو اس نظام کے کم موثر ہونے اور عوامی آگاہی میں کمی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ ایس ایس پی نے یہ بھی بتایا کہ مقدمات کے بھاری بوجھ کا مطلب ہے کہ کمیونٹی کی سطح پر پولیس کا نظام بنانے کے لیے اقدامات اٹھانا پڑیں گے، اگرچہ وہ اس پرمزیدہ بات کرنے میں ناکام رہے۔

ماورائے عدالت قتل

ایک طریقہ کہ جسے پولیس تیزتر کرتی دکھائی دیتی ہے وہ مبینہ پولیس مقابلوں یا پولیس کی حراست میں مشكوك افراد کا قتل ہے۔ شماں سندھ میں ماورائے عدالت قتل معمول کی بات ہے، جنہیں ڈاکووں کے جھوٹوں پر حملوں کے طور پر ایک طرح سے قبولیت حاصل ہے۔ ایک صحافی نے بتایا کہ صرف فروری 2023 کے مہینے میں 15 ماورائے عدالت قتل ہوئے۔ شہریوں نے امن و امان بحال رکھنے کے نام پر عدالتی دائرہ کا راستے باہر طاقت کے ایسے شدید اور انہاد میں استعمال پر ناراضی کا اظہار کیا۔

یہ ماورائے عدالت قتل زیادہ تر پولیس مقابلوں کے کھاتے میں ڈالے جاتے ہیں، اور ان کے اپنے دعوے کے مطابق فائزگ کی صورت میں پولیس کو اپنے دفاع میں رعیل دینا پڑتا ہے۔ ایس ایس پی گھوگی توریتیو نے اسی تصور میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کو بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انھوں نے نومبر 2022 میں، گھوگی میں رونق کے نزدیک کچے کے علاقے میں ڈاکووں کی جانب سے پولیس کمپ پر حملے کے نتیجے میں ایک ڈی ایس پی، دوالیں ایک اوزار دوکانیوں سمیت پانچ پولیس افسران کی شہادت کا حوالہ دیا۔ ایس ایس پی نے مشتبہ افراد کی گرفتاری اور مقدمے کی ساعت پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ ان مجرموں کو سزا دلانے کی شرح بہت ہی کم ہے۔ زیادہ تر لہذا ان ایک ماہ کے اندر رضامنت کرایتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ مجرموں کی رہائی کے معاملے میں عدیلیہ کا رو یہ عجیب و غریب ہے۔

جیکب آباد میں کئی لوگوں نے غیر قانونی حراست اور ماورائے عدالت قتل کے متعدد واقعات کے بارے میں مشن کو آگاہ کیا۔ ان میں سے اکثریت کا عوامی تھا کہ قانون نافذ کرنے والے عہدیداروں کو مکمل استثنی حاصل ہے، کیونکہ نہ تو نامنہاد مقابلوں اور نہ ہی من مانی حراست کے الزامات کی کبھی مکمل یا جزوی تحقیقات ہوئیں یا اسزادی گئی۔ مشن نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جو خیالات ایس ایس پی نے پیش کیے، یہ ایک ایسے ڈھن کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے ایسے اقدامات کو قابل قبول بناتا ہے جو بین الاقوامی قانون کے تحت انسانیت کے خلاف جرم سمجھے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے نمائندوں کے نزدیک احتساب کی کمزوری صرف شماں سندھ میں نہیں بلکہ پورے ملک میں گہری تشویش کا حامل مسئلہ ہے۔

قبائلی اڑائیاں

کئی شہریوں نے قبائلی اڑائیوں کے واقعات سے متاثر ہونے کے بارے میں بتایا ہم میں بدله لینے کے لیے قتل اور مخالف قبیلے کی عورتوں کی عصمت دری شامل ہیں، جو صوبے، خاص طور پر شماں سندھ میں تصادمات سے بھر پور حرکیات میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ کشور ضلع اس حوالے سے سب سے خراب صورت حال کا حامل ہے جہاں 30 قبائل کے درمیان اڑائی چل رہی ہے۔ ایک اور نے یہ ازام لگایا کہ اس ضلع میں روزانہ کم از کم 15 افراد قتل ہوتے ہیں۔ قبائلی تازعات کی موجودگی ان علاقوں کی سماجی و معاشری ترقی کو مجمد کرنے، املاک کو نقصان پہنچانے، نقل و حرکت کو محدود کرنے اور سکولوں کی بندش کا باعث بنتی دکھائی دیتی ہے۔

جاگیر دارانہ نظام اور ریاست

پچے کے علاقے اور اس سے آگے شہلی سندھ تک جو جاگیر داروں کی قوت کا مرکز ہے، زمین پر قبضہ جو نسل درسل دولت اور قرض کی غلامی کے استحصالی چکروں کے ذریعے جمع کی گئی، انھیں ریاستی عمل داری اور نظام پر زیادہ اثر رسوخ فراہم کرنا جاری رکھے ہوئے ہے۔

جاگیر داروں کی مین مانیوں کی موجودگی میں شہری اپنی سماجی اور سیاسی بے بی سے بخوبی آگاہ ہیں، انھوں نے الزام لگاتے ہوئے بتایا کہ پولیس با اثر سیاسی شخصیات کے مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔ انسانی حقوق کا تحفظ کرنے والے جن کارکنوں سے مشن نے ملاقات کی، ان کا کہنا تھا کہ پچے کے علاقے میں موجود مجرموں کے گروہ طاقت ورز مین داروں کے ساتھ ساتھ ریاستی اداروں کی پشت پناہی میں ذاتی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔

چونکہ سیالاب کے باعث کچے کا زیادہ تر علاقہ آبادی کے قابل نہیں سو وہ چھوٹے چھوٹے جزوؤں کی صورت ہے جنہیں اتر تاہوا پانی خشک اور انتہائی رخیز حالت میں چھوڑ جاتا ہے۔ یہ علاقہ مچھلی، گندم، دودھ، پانی اور لکڑی اور سالی جنگلات کی پیوں پر مشتمل ٹبر کی بے پناہ مقدار کا حامل ہے۔ لوگوں نے مشن کو بتایا کہ وسائل سے بھر پور زمینی زخاڑا اس علاقے کو جاگیر داروں، قبائل رہنماؤں اور افواج کے لیے انتہائی مطلوب بناتے ہیں۔ کشوں کندھ کوٹ ڈسٹرکٹ بار کے ایک نمائندے نے دعویٰ کیا کہ پچے کے علاقے کی معیشت کا جم 80 ارب روپے سالانہ ہے۔ گنتگو کرنے والوں نے الزام لگایا کہ شہلی سندھ کے کم از کم چار اضلاع فوج اور شرفا سرداروں کی ایسا پر پتواریوں کی جانب سے اضافی زمین پر قبضوں اور جنگلات کی کٹائی کا شکار ہیں۔¹

اکثر یہ ہوتا ہے کہ مقامی با اثر شخصیت یا قبضہ گروہ، جنی ماکان یا سندھ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے غیر قانونی طور پر قبضے کے ذریعے زمین حاصل کی جاتی ہے۔ تاہم، رہائشیوں کی دلیل تھی کہ زمین تفویض کرنے کے طریقوں کو غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے؛ زرعی، کمرشل اور رہائشی زمین بغیر ادائیگی کے مقامی لوگوں سے ہتھیاری جاتی ہے اور اسے ریاستی زمین قرار دیا جاتا ہے۔

کندھ کوٹ میں ایک فرد نے مشن کو ایک جاگیر دار خاندان کے گھر کے بارے میں بتایا جسے فوجیوں کی جانب سے اس الزام کے بعد خالی کرایا کہ اردو گرد کے علاقے کو اضافی حفاظت کی ضرورت ہے، جس کے لیے اس علاقے میں چیک پوسٹ قائم کی گئی۔ مشن یہ الزامات سن کر خاص طور پر چونا ہوا کہ سندھ گھمکہ آب پاشی نے گھوکنی میں سرحد قبصے سے خاندانوں کو زبردستی بے دخل کیا ہے۔ ایک مقامی فرد کے مطابق لوگوں کو سرحد کے ایک بڑے رہائشی علاقے سے دوبارہ تبادل جگد دینے اور مالی طور پر ادا یگیوں کا وعدہ کرتے ہوئے فوری طور پر خالی کرنے کا کہا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ پتواریوں کے ذریعے بچوں اور عورتوں سمیت پورے خاندان سے رابط کیا گیا اور مسلح لوگوں کی جانب سے حملہ کیا گیا۔ مذکورہ خاندان کی ایک خاتون نے مشن کو بتایا کہ اس کے میان کو باندھ کر مارا گیا اور اس کے بچوں سمیت سب کے خلاف قوت کا استعمال کیا گیا۔ خاندان طی سہولت تک رسائی کے قابل نہ تھا اور اب تک بے گھر ہے۔

گھوکنی کے رہائشیوں کی جائیداد سے محرومی ان کے گروہی مرکزیت پھیل چکی ہے۔ ایک وکیل نے اس میں اضافہ کرتے ہوئے ایک مقامی با اثر شخصیت کی جانب سے شہر کی لاہری ری اور افواج کی جانب سے سکول پر قبضے کے بارے میں بتایا۔ مقامی افراد نے شکایت کی کہ سندھ روپوں پر ڈیپارٹمنٹ سے زمین کی ملکیت کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرنا مہت مہنگا پڑ رہا ہے جس کی فیس پہلے کی 3250 کے مقابلے میں 25000 کردمی گئی ہے۔

جری گمشدگیاں

شہلی سندھ میں جری گمشدگیوں کے پردے میں ریاستی جرم کا استعمال غیر معمولی ہے۔ شہریوں کو کسی قانونی عمل یا درکار طریقہ کار کے بغیر ظاہری طور پر دہشت گردی کے الزامات میں خفیہ نظر بندی مرکز میں قید کیا جاتا ہے۔ پولیس کے عہدیداروں نے مقامی لوگوں کے ذاتی تجربے کے عکس منگ پر سنز کے معاملے کو مزور خیال کیا۔ سندھ میں یہ کام ان کارکنوں کے خلاف کارروائی کر کے سیاسی مخالفت کو دبانے کے لیے کیا جاتا ہے جو آزادانہ قومی تحریک سے ہمدردی رکھتے اور ریاست پر تقید کرتے ہیں۔ ان جماعتوں اور تحریک سے جڑے ہوئے سیاسی کارکنوں نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے ان کی غیر قانونی نظر بندی کے بارے

Sindh govt. grants 9,600 acres' land to martyrs of Pakistan Army. (2015, June 19). *The News International.* ¹

<https://www.thenews.com.pk/latest/5512>.

میں بتایا۔ ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ اسے گھر سے اٹھایا گیا، ایک ٹارچ سیل میں حرast میں رکھا گیا اور تفتیش کے دوران مارا پیٹا گیا، جہاں اسے قوم پرستانہ مقاصد کے ساتھ وفاداری اور حقوق کی بنیاد پر مہمات کے بارے میں خبردار کیا گیا۔

سنہ حکومت نے پاک فوج کے شہدا کو 1960ء کیٹرا اراضی عطا کی۔ وی نیوز انٹریشنل خاص طور پر لاڑکانہ سے ان لوگوں کے خاندانوں کے افراد نے یہ اطلاع دی کہ جنہیں کسی وارث کے بغیر اٹھایا گیا اور ان کی موجودگی کے بارے میں کوئی معلومات نہ دی گئی۔ ایک خاتون نے چھ سال قبل مئی 2017 میں جری طور پر غائب کیے گئے اپنے بھائی کے بارے میں مشن کو بتایا کہ اس دن اس کا ستائس سالہ بھائی اپنی درزی کی دکان میں کام کر رہا تھا کہ چھ نامعلوم افراد سے کالی و یکو میں ڈال کر لے گئے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ تین ورودی میں اور تین عام کپڑوں میں مبوس مردوں نے اس پر حملہ کیا اور دن دہاڑے ہتھکڑی لگا کر گاڑی میں دھکیلا۔ اس کا بھائی تب سے لاپتہ ہے۔ اس کے مطابق اس کے کیل کی جانب سے سنہ ڈائی کورٹ میں پوانہ حاضری ملزم کی درخواست دائر کی گئی اور مقدمہ کمیش جری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن (COIED) کو بھی بھیجا گیا۔ اس نے بتایا کہ اسے متواتر سماعتوں کے لیے کراچی کا سفر کرنے پر مجبور کیا گیا لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے لاڑکانہ میں مسلسل تین برس تک تقریباً ہر روز احتجاج کیا، اور اسے ڈمکی بھری کالیں اور پیغامات موصول ہوتے رہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے خاندان پر اس کا کتنا بوجھ پڑا، خاص طور پر اس کی ماں پر جسے دو مرتبہ دل کا دورہ پڑا۔

لاڑکانہ میں ٹیم نے ڈوکری کی ایک اور خاتون کو سنابس نے مئی 2017 میں ہی اپنے باپ کی جری گمشدگی کا بتایا جو ایک کسان تھا۔ ان کے قانونی کیل نے لاڑکانہ کی سرکش عدالت میں کچھ عرصہ مقدمہ لڑا لیکن اس کا خاندان مالی مجبوریوں کی وجہ سے مقدمہ جاری رکھنے کے قابل نہ تھا۔ یہ مقدمہ فی الحال جری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن (COIED) کے پاس ہے، لیکن اس میں کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔

ایس ایس پی گھومنی توپر تیو نے جری گمشدگیوں کے واقعے کو رد کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ان کی سچائی کافی تنازع میں ہے۔ اس نے مشن کو بتایا کہ لوگ اپنے غیر متعین مقاصد کے حصول کے لیے جھوٹ بولتے اور شکایات گھرتے ہیں۔ تیو نے بتایا کہ اس نے ذاتی طور پر ایک ایسے شخص کی غیر موجودگی ثابت کی جسے جری طور پر غائب کیے جانے کا الزام تھا اور ایک اور مقدمے میں اس کے سامنے ایک ایسی جری گمشدگی کا مقدمہ سامنے آجس میں وہ شخص کئی برس پہلے وفات پاچکا تھا۔

مشن نے مشاہدہ کیا کہ سنہ حصوں میں سیاسی کارکنوں، صحافیوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی جری گمشدگی کے بارے میں ایس پی کا نکتہ نظر اخبارات میں شائع ہونے والی معلومات اور گذشتہ رسوم میں ایچ آر سی پی کو موصول ہونے والی شکایات سے مختلف تھا۔ کئی مقدمات آج تک زیرالتوابیں۔



ایچ آر سی پی کی چیئرمیٹر پر مناجاتی جری گمشدگیوں کے شکار لوگوں کے خاندانوں سے گفتگو کرتے ہوئے

5 صحبت اور تعلیم تک رسائی

بنیادی ڈھانچے میں عدم مساوات اور مالی عدم شمولیت سندھ میں وسائل کی تقسیم کے متعلق برقرار عدم توازن میں ایک فوری بحالی کی طرف لے جاتی ہے۔ شماں سندھ میں بات کرنے والے زیادہ تر لوگوں نے دعویٰ کیا کہ صوبے کے دور راز علاقوں اور دریائی علاقوں میں شرح تعلیم کم ہے، جس کی وجہ تعلیمی اداروں کی کمی اور ان کا فاصلہ زیادہ ہوتا ہے، جو طلبہ اور اساتذہ کے لیے طے کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پرانی سکولوں کی تعداد سینئری سے کہیں زیادہ ہے، جو بنیادی تعلیم سے الگ مرحلے کی تعلیم کو کمزور کرتی ہے۔ شماں سندھ کے دیہات میں سکول قبائل جھگڑوں کے باعث زیادہ تر بند رہتے ہیں۔ ایک فرد نے بتایا کہ وہ صرف انتخابات کے دنوں میں ووٹ ڈالنے کے لیے کھلنے کے لیے مشہور ہیں۔ جو موجود ہیں وہ مناسب پانی، بجلی، ٹائلکٹ یا بیٹھنے کی سہولیات کی کمی، اور استاد کی غیر موجودگی کی وجہ سے بری حالت میں ہیں۔ علاوہ ازیں نقل و حرکت کی محدود آزادی لڑکوں اور مدد ہی کی اقلیتوں کے لیے تعلیم تک رسائی میں خلاپیدا کرتی ہے۔

رہائشوں نے شماں سندھ میں ہزاروں سرکاری گھوست سکولوں کی موجودگی پر افسوس کا اظہار کیا، جن میں سے سیکڑوں تو صرف کندھوٹ ضلع میں ہیں۔ یہ بے کار ادارے صرف کاغذ پر وجود رکھتے ہیں یا خالی صحنوں پر، جن کی چھوٹی سی ویران عمارتیں میں طور پر مقامی جاگیر داروں نے ذاتی استعمال کے لیے ہتھیار کھی ہیں۔ اس علاقے میں فعال ہونے والی ایک معروف این جی اوجو 2016 میں کیے جانے والے سروے میں غیر جانبدار فریق کے طور پر شامل تھی، نہ مشن کو بتایا کہ حکومت کی فہرست کے مطابق کشموریں 1499 پرانی سکول اور 68 ہائی سینئری سکول ہیں۔

ان کی 25 رکنی ٹیم کو ان سکولوں کو تلاش کرنے اور ہر ادارے کا مقام ڈھیٹل اگ میں لانے کا ہدف ملا۔ خیر، انھیں 358 سکول ڈھونڈنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے مطابق ان گھوست سکولوں میں سکول ٹینجنٹ کمیٹیاں اور اساتذہ بھی ہیں جو اپنی تھوڑے بھی لے رہے ہیں، مزید بآں، سروے کے دوران 28 تا 30 سکول اس کے متعلقہ حکام تک پہنچنے کے بعد کھلے۔ سول سو ماٹی کے ارکان نے صوبائی حکومت کو حد سے زیادہ کرپشن، بدانتظامی اور بیوروکریسی کی مشکلات کا ازواج دیتے ہوئے کہا کہ اس باعث تعلیم کی صورت حال انتہائی نازک ہے۔

مشن نے یہ مشاہدہ بھی کیا کہ سکول کی فیس ادا کرنے کے حوالے سے مالی مشکلات اور تعلیم کے دیگر اخراجات نے کم آمدنی کے حامل ان خاندانوں پر کافی بوجھ ڈالا ہے جو اپنے بچوں کو سکول بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سندھ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ مفت سرکاری تعلیم کے ذریعے داخلوں کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کر رہا ہے، کئی کالج، سکول اور شاف کے افراد مبینہ طور پر مناسب اور غیر قانونی طور پر فیسیں طلب کر رہے ہیں۔ شماں سندھ کے کئی سکول 2022 کے سیالاب کے بعد زیر آب آگئے۔ معاشی بدحالی اور انسانی جانوں کے ضیاع کے باعث خاندانوں کے لیے اپنے بچوں کو سکول بھیجننا مشکل ہو گیا۔ مقامی لوگوں کو یقین ہے کہ اس وجہ سے بچوں کی مزدوری اور بے رو زگاری کے دائے وسیع ہوں گے۔ انھیں یہ خوف بھی لاحق ہے کہ تعلیم سے حاصل ہونے والی حقوق کی آگاہی کی کمی قابلی قدمات پسندی اور عسکریت پسندی کو ہوادے گی جو پہلے ہی اس علاقے میں مضبوط جڑیں رکھتی ہے۔

ایک اہم تشویش جسے نمایاں سمجھا گیا وہ صحبت کی مناسب سہولیات کی کی تھی۔ کئی بنیادی صحبت کے مرکز (پی پی ایچ آئی) اور کم از کم ایک چھوٹا ہسپتال کندھوٹ میں موجود ہے، جس میں کام کرنے والوں کی کمی ہے، ناکافی وسائل ہیں اور کبھی کبھار ہی کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود ہوتا ہے۔ رہائشوں کو سرجری کے لیے لاڑکانہ اور سکھ جیسے دور راز شہروں میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ خاتمین کو رجھی سے متعلق مرکز تک رسائی کے لیے صحبت کے کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، رہائشوں نے بتایا کہ عورتوں میں بچوں کی پیدائش سے جڑی اموات عام ہیں۔ ایک جواب دینے والے نے ریپو ڈٹ کو ایڈ ہیلتھ کینری ریٹس ایکٹ 2013 کے علی نفاذ کا مطالبہ کیا جو دوران حمل اموات کو کم کرنے کے لیے حاملہ خواتین کو بیل از پیدائش اور بعد از پیدائش صحبت کی معیاری سہولیات اور زچگلی کی پیشہ و رانہ سہولت فراہم کرنے پر زور دیتا ہے۔ کئی لوگ صاف پانی تک رسائی کی کمی کی مابویتی کے ساتھ ہی رہے ہیں، جن میں سیالاب کے بعد جمع پانی پینے والوں میں ملیریا اور ڈینگی جیسی بیماریوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اباؤ (ضلع کا ایک قصبہ) کے ایک رہائشی نے ازواج اپیڈائش کی تحریک میں قائم نیشنری یاں ریاستی اداروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملی بھگت سے ماحولیاتی ضوابط کی خلاف ورزی کر رہی ہیں اور ان کے پانی کو زہرآلود کر رہی ہیں، جس سے پپاٹاٹس بی اور پپاٹاٹس سی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

6 ملازمت اور سرکاری سہولیات کی فراہمی

خاص طور پر گھوئی اور کنڈھکوٹ میں کہ جہاں تیل اور قدرتی گیس کے سب سے بڑے فیلڈز میں، مقامی رہائشیوں میں ذریعہ معاش کے موقع اور شہری سہولیات کی کم پر غصے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میری پیٹرولیم کمپنی کے 1956 میں دریافت شدہ 100 سے زیادہ زخائر صرف گھوئی میں ہیں۔

ایک مقامی صحافی نے کم از کم پانچ شوگر ملوں اور چار بجلی کے کارخانوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس تضاد کو بیان کیا کہ یہاں کے شہری خود بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا شکار ہیں۔ گھوئی ڈسٹرکٹ بار ایسوی ایشن کے صدر نے الزام عائد کیا کہ دیہاڑی دار مزدوروں کی اجرت 500 سے 600 روپے ہے۔ دائیں کنوارے پر واقع ضلع کشمور پاکستان کے سب سے بڑے سرکاری قہرمل پاور پلانٹ کی موجودگی کے باوجود سندھ کا سب سے پسمندہ ضلع سمجھا جاتا ہے۔ رہائشیوں نے آب پاشی کے بڑے ڈھانچوں کی موجودگی کے باوجود آب پاشی کے پانی کی کمی پر افسوس کا اظہار کیا۔ کشور پاک چین اقتصادی رابطہ (سی پیک) کے اوپر واقع ایسا ضلع ہے جو شمال میں بلوجختان کے ضلع ڈیرہ گٹھی سے مل رہا ہے۔ بہت لوگوں نے ڈیرہ گٹھی اور کشمور میں کرش پلانٹس پر گم و غصے کا اظہار کیا، جوی پیک کے لیے بہت بڑا سرمایہ کما رہے ہیں لیکن مقامی لوگوں کو مناسب ملازمتیں فراہم نہیں کرتے۔



گھوئی پر لیس کلب میں کمیونٹی کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے

7 صحافیوں کی حفاظت اور آزادی اظہار رائے

مشن کو شناختی سندھ میں صحافیوں پر قاتلانہ جملوں، ان کے خلاف جعلی ایف آئی آر اور ان کے اختلاف رائے کو دبانے کے لیے دھمکیوں کے طریقوں جیسے آزادی صحافت پر مسلسل جملوں کے بارے میں جان کر دھپکا لگا۔ میڈیا کے نمائندوں کے مطابق خبروں کی برآ راست نشریات کو پولیس کے ذریعے روکا گیا اور اکثر ان کی جان کو خطرہ لاحق ہوا، مثال کے طور پر مقامی نیوز چینل نے مشن کو بتایا کہ ان کا ایک کیسرہ میں لاڑکانہ میں میڈیا پورنگ کے دوران اُنگی صفت میں ہونے کے باعث پولیس کی فائرنگ سے دو مرتبہ بکشکل بچا۔

پولیس نے مبینہ طور پر صحافیوں کو دھمکا کر اور بربریت کا مظاہرہ کر کے پولیس کو رنج کو دبانے کی کوشش کی۔ رپورٹروں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ شائع ہونے والا یا نشر ہونے والا معاو دعاکان اور مدیریان کی جانب سے کئی قسم کی پابندیوں سے مشروط ہے؛ سوانحی حقوق کی خلاف ورزی کو جاگر کرنے کے لیے انھیں کچھ خاص خبروں کو بار بار پیش کرنا پڑتا ہے کہ شاید یہ شائع ہو جائیں۔

علاوہ ازیں سول آزادیوں پر قدر غنوں سے متعلق موضوعات پر خبریں دینے پر صحافیوں کو دھمکیوں کا خطرہ اور جعلی ایف آئی آر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مشن کو بتایا گیا کہ گھوٹکی پولیس نے ایک مقامی روزنامے کے صحافی کے خلاف بھتہ خوری کا الزام لگایا جس نے ستمبر 2022² میں میر پور ما تھیلو میں سیالاں متاثرین کے کیمپ سے ہندو خاندانوں کو نکالنے کے بارے میں خبر دی تھی۔

تحفظ کے مسائل کو سامنے رکھیے تو صحافی اور میڈیا کے لازمیں کو ملنے والی تجوہ ہیں، بہت معمولی ہیں۔ کچھ فوٹو گرافر چہ ہزار روپے مہینے سے بھی کم تجوہ لیتے ہیں۔ ایندھن کی قیتوں میں بھاری اضافے کو موجودہ ذرائع آمدن میں برداشت کرنا مشکل ہے جس سے ان کے کام کا سفر مدد و دہوکرہ گیا ہے۔ کئی صحافیوں نے یہ شکوہ بھی کیا کہ انھیں اجرت کبھی کھاری ملتی ہے: مقامی پولیس ایجنسیاں کئی مہینوں تک تجوہ ادا نہیں کرتیں، اور یوں صحافیوں کو روزی روٹی کمانے کے لیے متبادل ذرائع کی تلاش پر مجبور کیا جاتا ہے، جیسا کہ زمین کی خرید و فروخت کے کام یا اشیا کا کاروبار۔

8 موسمیاتی تبدیلی کا انتظام

مشن نے قمر شہاد کوٹ میں پہلے سے تیار شدہ گھروں کے بارے میں اپنے تفہیمات کا اظہار کیا، جو کہ سیالاب سے متاثرہ اسی علاقے میں تعمیر کیے جا رہے ہیں اور ان کے مکانہ ماکان کے لیے خطرات پیدا کر رہے ہیں اور یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ آیاں کی تعمیر کے لیے جگہ کے مناسب ہونے کے بارے میں کوئی تحقیق کی گئی یا نہیں۔ ٹیم نے تشویش کے ساتھ یہ جائزہ بھی لیا کہ سات ماہ کے وقفے کے باوجود کمی سیالاب متاثرین ابھی تک مناسب چوتھا یا مالی تعاون کے بغیر کیوں رہ رہے ہیں۔ قمر شہاد کوٹ میں جزوی یا مکمل طور پر تباہ ہونے والے 142,629 گھروں کے مقابلے میں 90 گھر تعمیر کیے گئے ہیں۔

لاڑکانہ میں 132,627 گھروں کو نقصان پہنچایا مکمل تباہ ہوئے، لیکن فروری میں کراچی میں سیالاب زدگان کی بحالی کے لیے منعقدہ کافرنس کے بعد سے ان کے گھروں کی تعمیر کے لیے کوئی فنڈ سامنے نہیں آیا۔ قمر شہاد کوٹ کے ڈپٹی کمشنز سلیم اللہ اوڈھونے ضرورت کے مطابق تجھیے کے مرحلوں کو یکسوئی سے طے کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ڈیٹا کی تصدیق وقت مانگتی ہے لیکن انھیں امید تھی کہ اس کا اچھا نتیجہ نکلا گا اور مشن کو یقین دلایا کہ فنڈ زکا اجر ا جلد شروع ہو گا۔ لاڑکانہ کی ڈپٹی کمشنر اربعہ سیال نے اس بات پر زور دیتے ہوئے اتفاق کیا کہ نفاذ کے عمل میں شفافیت کو برقرار رکھنا بہت ضروری تھا۔

انہوں نے درخواستوں کی بنیاد پر گھر گھر جا کر یہ گئے تھن سروے کا ذکر دہراتے ہوئے دعویٰ کیا کہ فیلڈ شاف نے ہر متاثرہ خاندان کے قومی شاخاتی کارڈ کے ذریعے اندر اجات کیے، ہر متاثرہ گھر کی تصاویر یہیں اور قابل احتساب کارروائیوں کو یقینی بنانے کے لیے انھیں الگ الگ ایس پی ایچ ایف کے میجنٹ انفار میشن سسٹم (ایم آئی ایس) پر پلوڈ کیا۔ اس کے بعد متاثرین کی جمع کی گئی معلومات کی تصدیق کے لیے اسی طرح کا جامع تصدیقی مرحلہ مکمل کیا گیا۔

منصفانہ اور شفاف، ہر دلخواہ سے اس عمل کے لیے ضروری سروے کے اعداد و شمار تک عوام کی رسائی نہ ہونا مشن کے لیے تشویش کا ایک اور پہلو تھا۔ فیکٹ فائنسٹ نگ مشن کے وقت سے ایچ آر سی پی یہ جان کر مایوسی کا شکار ہے کہ تصدیق کا تیرسا جائزہ بھی ہونے کو ہے جبکہ سیالاب متاثرین کے گروہ کھلے عام سونے پر مجبور ہیں۔ اسی پی ایچ ایف کی نمائندہ شاکھوہ کے مطابق انھیں مئی 2023³ تک فنڈ زکی تعمیر کی امید ہے، کئی رہائشوں کو خوف ہے کہ فنڈ کی تخصیص ان کی زندگیوں کی قیمت پر انتخابی حکومت عملی کا شکار ہو جائے گی۔

مشن کو سیالاب کے دوران اٹھائے گئے ایسے کئی اقدامات کے متعلق علم ہوا، خاص طور پر بحالی کے مرحلے کے دوران جنہوں نے کئی زندگیاں بچائیں اور اس کے ساتھ جاری بحالی اور دوبارہ آباد کرنے کے منصوبے جو حکومت کی طرف سے عمل میں لائے جا رہے ہیں، سے بھی آگاہی ہوئی۔ مشن کے ارکان نے یہ بھی محosoں کیا کہ حکومت کو اس سطح کی تباہی سے نہیں کریں کہ ایسے سخت چیلنجوں کا سامنا ہے جو اقدامات کی پوری کوشش کے باوجودنا کافی ہو سکتے ہیں۔ سلیم اللہ اوڈھونے کی اس بات سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں کہ وسائل کی کمی کے شکار ملک میں حکومت کی طرف سے کی گئی کوششیں بہیش ناکافی ہی ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مشن نے یہ بھی دیکھا کہ صورت حال کے کچھ اہم پہلوؤں کے حوالے سے عوام میں مایوسی بڑھ رہی ہے۔

مشن کے دوران کی گئی کئی مشاورتوں میں یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ سیالاب کے اثرات بہت بڑے بھی ہو سکتے ہیں۔ انٹرو یوڈینے والوں نے اپنے اضلاع میں خراب ماحولیاتی نظام کی مدت کرتے ہوئے یہ یاد کیا کہ وہ 1976, 1988, 1990, 1990, 1990, 1990 اور 2010 کے سیالاب دیکھتے ہوئے بڑے ہوئے ہیں۔ پانی کے ڈھانچوں کی طرف ریاست کی کم تو جبی ہماری تاریخ میں مسلسل گونج رہی ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ سندھ طاس کے علاقوں میں اعلیٰ درجے کے نکا سی اور آب پاشی کے نظاموں کی ضرورت اور چاول کے کھیت دہائیوں سے موجود ہیں۔



لاڑکانہ کے کمشنر کے دفتر میں لاڑکانہ اور قمیر شہد اکوٹ کے ڈپلی کمشنروں سے ملاقات کرتے ہوئے

پانی کے بھرے ہوئے نظاموں میں قدرتی خراپیوں کے واقع ہونے سے ہٹ کر، شکایت کرنے والوں نے متعدد نکासی کے رستوں میں جان بوجھ کر کی گئی خلاف ورزیوں کے سلسلے کی نہمت کی جس کا مقصد مخصوص علاقوں میں سے پانی کی روائی کو آسان بنانا اور اسے دریائے سندھ تک پہنچانے کے لیے تیز کرنا تھا۔ انھیں یقین ہے کہ سندھ اور بلوجھستان میں کئی بااثر مقامی افراد نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے زمین میں شگاف ڈالاتا کہ اس پانی کا رخ موڑا جاسکے جو ان کی زمینوں یا زندگیوں کو خطرات سے دوچار کر رہا تھا۔ ایک مثال جس کا ذکر بہت کیا گیا، وہ لاڑکانہ سیہون (ایل ایس) بند اور مخصر جھیل کے حفاظتی بند میں شگاف ڈال کر پانی کو سیہون شریف سے دور کرنا تھا، جو جا مشور و ضلع کا ایک تعلق ہے اور جہاں معروف صوفی لعل شہباز قلندر کا مزار واقع ہے۔ اوڈھو صاحب نے وضاحت کی کہ سیہون شریف جو تین نہروں میں گھرا ہوا ہے، اور جھنگر اور باجراء کے قبیلے خاص طور پر میونسل حکومت عملی کے تحت بچائے گئے تاکہ ورثے اور سیاحت کو بجايا جاسکے۔ تاہم رہائشیوں نے سخت اختلاف کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تباہ کن شگاف محض اپنے ذاتی منادات کی خاطر ڈالا گیا، کیونکہ سیہون شریف سندھ کے وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ کا شہر ہے۔ جغرافیائی طور پر یہ شگاف 2010 کے سیالاب میں لگائے گئے شگاف سے 12 کلومیٹر دور ڈالا گیا، جس کے بارے میں کچھ لوگوں کو یقین ہے کہ داشمندانہ نہیں تھا۔ ایک بات کرنے والے نے بیان کیا کہ لاڑکانہ اور تاپر سے آنے والا پانی، جو مخصر جھیل سے گزرتا اور اس کے بعد ایل ایس بند کے ساتھ انڈس کینال میں اکٹھا ہوتا ہے، سیہون کے گرد نہروں سے نہیں گزر سکتا تھا۔ تاہم اس شگاف نے پانی کے عام راستے سے ہٹ کر دیگر علاقوں کو ڈبو دیا اور ان کی زمینوں کو بھاری انتظام پہنچایا۔ پانی انڈس ہائی وے پر بھی چڑھ گیا، جس سے پچاس سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے، یہ بتایا گیا کہ یہ شگاف ابھی تک پرنسپل کیا جاسکا۔

2022 کے سیالب کے بعد نقصانات اور بحالی: حکومتی ر عمل

مشن نے 2022 کے سیالب میں ہونے والے نقصانات کی شدت کی تحقیقات کے لیے، کہ جس نے سندھ خاص طور پر شمال جنوبی اضلاع کو بلا تخصیص متاثر کیا، لاڑکانہ کی ڈپٹی کمشنر اربعہ سیال اور قبیر شہداد کوٹ کے ڈپٹی کمشنر سلیم اللہ اوڈھو سے ملاقات کی۔ مشن نے زندگی کے بے پناہ نقصان، بے گھری، املاک کی بناہی، زرعی زمین اور مویشیوں کے نقصان، صحت کے متعلق دباو اور ٹرانسپورٹ، آب پاشی اور مواصلات کے کمزور ڈھانچوں کے تناظر میں مقامی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے سیالب متاثرہ کیوں نہیں کی جاتی کی صورت حال، فلاج، بہبود اور بحالی نوکی کو ششوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔

گھومنگی کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ماجد حمید نے ضلع گھومنگی میں بحالی کی کوششوں سے متعلق ٹیم کو آگاہ کیا۔ ضلعی حکام اور رسول سوسائٹی کے ارکان کے ساتھ ملاقات کے دوران مشن کو ان شدید عوامل کے متعلق بتایا گیا جنہوں نے بناہی کو تیز تر بنایا، خاص طور پر مختلف کمزور گروہوں کی مشکلات کو۔ ایج آرسی پی نے مشن کو اس ملاقات کے لیے وقت دینے پر شکریہ ادا کیا۔

قبیر شہداد کوٹ

سلیم اللہ اوڈھو نے ضلع شہداد کوٹ، جس کی سرحد مغرب میں بلوچستان کے تین اضلاع سے، جنوب میں دادو اور مشرق میں لاڑکانہ اور شمال میں جیکاب آباد سے ملتی ہے، میں سیالب سے متعلق نقصانات اور کاموں کا جامع خاکہ تیار کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ضلع کی کل آبادی 1.341 ملین ہے، اور یہ سات تھیصلیوں اور 52 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ 31 اگست 2022 تک سیالب ضلع کے 150 ایکڑ رقبے تک پھیلا ہوا تھا اور 256 دیہات کو ڈبو چکا تھا۔ 10 دسمبر 2022 تک اترنے ہوئے پانی نے 44 دیہات میں 30509 ایکڑ پر مشتمل سیالبی رقبہ چھوڑا۔ سب سے زیادہ متاثر تعلقہ وارا ہے جو بھی بھی متاثر ہے، جس کا 11369 ایکڑ رقبہ پانی میں ڈبا ہوا ہے اور قوہ سعید خان جس کا 10550 ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے۔ وارا میں، جمل جھیل کے نزدیک زمین کا نیچا ہونے کی وجہ سے، بہت اوپر درجے کا سیالب تھا۔

اوڈھو صاحب نے وضاحت کی کہ جب بناہی سے نہیں کام منصوبہ ہر ضلع کے لیے ہر سال تیار کیا گیا تو بارش کی مقدار کا درست اندازہ نہیں لگایا گیا اور موسمیاتی تبدیلی سے نہیں کے لیے تیاری کو نظر انداز کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ صوبائی حکومت، ضلعی حکام اور ڈرامٹری ہجنت کے اداروں نے طلب کی گئی فوجی خدمات کے ساتھ مل کر پانچ متواتر مطر طوں میں سیالب سے نہیں کے لیے کام کیا: چھاؤ، تحفظ، نقصان کا اندازہ، پانی کا نکانا اور بحالی۔

لوگوں اور مویشیوں کو پھانے کا کام پیدا اور کشتوں، رکشوں، موڑ سائیکلوں اور ٹرانسپورٹ کے دیگر قابل استعمال ذرائع کے ذریعے نومبر کے وسط تک جاری رہا۔ ضلع میں کم از کم 206 امدادی کیپ لگائے گئے لیکن متاثرین کی تعداد بخوبی سے زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت لوگوں کو عارضی گھروں میں رہنا پڑا۔ بے حساب لوگوں کو پناہ کی تلاش میں حیدر آباد، کراچی اور حنجرہ شہروں کا رخ کرنا پڑا۔ اوڈھو صاحب نے یہ کہیہ بھی اٹھایا کہ بعد میں سیالب سے متاثرہ لوگوں کے اخلاقی نقصان کے تخفیف کے مرحلے میں کافی رکاوٹ پیدا کی، جو سو روے کے متأخر کی بنیاد پر امدادی کوششوں کی بنیاد کے طور پر ضروری تھا۔

کیمپوں کے اندر رکھنا بناۓ کے لیے کوئی جگہ نہ تھی اور راشن کی ترسیل کو اندھا ہائی وے کے ساتھ ساتھ سکھر سے شکار پورروہ کی بندشوں کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا تھا۔ سیپیون اور لاڑکانہ کی سڑکیں نومبر کے پہلے ہفتے میں کھلیں۔ جب اکتوبر میں پانی اتنا شروع ہوا، تو سیالب متاثرین کو راشن کے تھیلوں کے ذریعے ان کے گھروں میں واپس لوٹنے کی حوصلہ افزائی کی گئی تاکہ نقصان کے تخفیف کا مرحلہ شروع کیا جاسکے۔

20 اکتوبر 2022 سے 25 نومبر 2022 کے دوران نقصان کی حد کا تھیں کرنے اور سیالب سے متاثرہ کیوں نہیں کی جاتی کے لیے ضروری اقدامات کی نشاندہی کی خاطر مشترکہ جائزہ سروے کیا گیا۔ اوڈھو صاحب نے زندگی، گھروں، دکانوں، بخداں، ڈھانچے، فصلوں، سکولوں اور دیگر متاثرہ چیزوں کے نقصان پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ بناہی کو روکنے اور اس کی تلاشی کے لیے ہر تعلقہ کے حساب سے الگ الگ جائزہ پیش کیا۔

سردیوں میں ہوا، پانی اور جراشیم سے پھیلنے والی بیماریاں بھوت پڑیں جس سے ملیریا، ڈینگلی، اسہال اور جلدی امراض کی ایک اہر چل پڑی۔ سروے میں متاثرین میں ملیریا کے شبت ٹیسٹ کی شرح 53 نیصد کی خطرناک سطح پر پائی گئی، جس کے بعد ضلعی تنظیموں، مقامی تنظیموں اور فوج کی جانب سے دھونی دینے کے لیے کاوش کی گئی۔ مشن کے استفسار پر اوڈھو صاحب نے بتایا کہ حکومت سندھ نے والدین کی دلکھ بھال میں سہولت فراہم کرنے کے لیے اور سیالب کے باعث ماؤں کی بڑھتی ہوئی اموات کو کم کرنے کے لیے پیپلز پرائمی ہیلتھ کیئر ایشیون سندھ (پی پی ایج آئی) کے تعاون سے زچ و پچ کے 15 مراکز صحت قائم کیے۔ تاہم ان کا نکتہ نظر تھا کہ زیادہ تر لوگ گھر میں ہی پیدا شد کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس دوران بچ کی غذا کے لیے تین مختلف منصوبے بھی فعال تھے۔ 15 نومبر 2022 کے بعد ضلعی حکام نے امدادی کیمپوں سے متاثرین کو راشن کے تھیں اور دیگر اشیاء دیتے ہوئے رخصت کرنا شروع کر دیا۔

ضلع لاڑکانہ کی ڈپٹی کمشنر ابیعیسیال نے اپنے دائرہ عمل میں آنے والی کمیونٹیوں میں سیال بکے متاثرین کی صورت حال کے بارے میں مشن کو آگاہ کیا۔ لاڑکانہ اصل میں گھر واہ نہر کے کناروں پر بسایا گیا تھا، اس کی چار تھیلیوں اور 184 دیہات کی کل آباد، 1,521,786 ہے۔ اس ضلع کو 2022 کے موسم سون میں بہت زیادہ بارش کے چار متوتر مرحلوں کا تجربہ ہوا، جن میں سے سیال صاحب کے بقول پہلا مرحلہ یکم جولائی سے 15 جولائی تک، دوسرا 16 جولائی سے 31 جولائی تک، تیسرا یکم اگست سے 16 اگست اور چوتھا 17 اگست سے 26 اگست کے درمیان تھا۔ چوتھا درس سب سے مختصر تھا لیکن اس میں تیرے مرحلے کے مقابلوں میں بارہ گناہ زیادہ بارش بر سی۔ چوتھے مرحلے میں ڈوکڑی تعلقہ میں 794 میٹر اور لاڑکانہ کا نو تعلقہ میں 757 میٹر بارش ہوئی۔ سیال صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ڈوکڑی قبصے کو نہشہ و فیروز کے بعد صوبے میں سب سے زیادہ بارشوں کا سامنا کرنا پڑا۔

نقصان کے تجھیے کے سروے کے نتائج کے مطابق ضلع میں سیال بکی وجہ سے 696 اموات ہوئیں اور افراد خجھی ہوئے۔

تاہم، سیال صاحب کا دعویٰ تھا کہ بعد میں بیاریوں کے پھیلنے با جوک کی وجہ سے لاڑکانہ میں کوئی موت و اعانت نہیں ہوئی، کیونکہ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ٹیکسٹ میں مل کر کام کر رہی تھیں۔ کم از کم 132,627 کچے مکانات کو جزوی یا مکمل نقصان پہنچا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ 3,302.2 ایکڑ پر لکھڑی فصلیں، 13,072 مویشی اور 1,036 درخت سیال بکی نذر ہوئے۔ ضلعی حکام نے 146,095 گھر افراد کو ہائش دینے کے لیے عارضی پناہ کے طور پر 4,354 امدادی کمپ اور خیمه بستیاں قائم کیں۔ 183,900 کے قریب لوگ کیمپوں سے باہر رہے۔

بھالی کے حوالے سے ڈپٹی کمشنر نے تسلیم کیا کہ نقصانات کا معاوضہ یا گھروں کی دوبارہ تعمیر کا مامنی تک شروع نہیں ہوا اور اس تاخیج کو انہوں نے اعداد و شمار کی تصدیق کے عمل کے ساتھ ہوڑا۔ انہوں نے سندھ حکومت کے منصوبے کو بیان کرتے ہوئے، کہ جس طرف اور ڈھونصاہب نے اشارہ کیا ہے، یہ واضح کیا کہ انہوں نے سندھ پینڈہ ہائسک فلڈ ایکننس (ایس پی ایچ ایف) کے تحت گھروں کی دوبارہ تعمیر کی غرض سے ورلڈ بینک کے ساتھ مل کر مالی امداد کا پروگرام بنایا ہے۔

گھومنگی

گھومنگی کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ماجد حمید نے سیال بکے وقت امدادی سرگرمیوں میں خود کو فوکل پرس کے طور پر متعارف کرایا۔ انہوں نے بتایا کہ گھومنگی ضلع جس کی آبادی 2017 کی مردم شماری کے مطابق 16 لاکھ سے زیادہ نفوس پر مشتمل ہے، میں 1,600 افراد کو عارضی خیمه بستیوں میں رہائش کی سہولت دی گئی۔ حمید صاحب ضلع میں بے گھر لوگوں کی تعداد بتانے سے قاصر ہے لیکن انہوں نے بتایا کہ ان کا کچھ حصہ ہی متاثر ہوا ہے۔ انہوں نے میکن لانڈھی کے علاقے میں ایک خیمہ بستی کے قیام اور اس کی گنرا فی کا ذکر کیا جس میں 231 خیمے لگائے تھے اور متاثرین کے واپس جانے کے بعد یہ سہولت 27 ستمبر 2022 کو ختم کر دی گئی۔ ایک اور خیمہ بستی میر پور ما تھیلو میں قائم کی گئی جسے حمید صاحب نے ماذل خیمہ بستی کا نام دیا۔ انہوں نے بیہاں پر متاثرین کے لیے بال تر شوانے، مانع حمل ادویات کی فراہمی اور بچوں کے لیے جھولے لنصب کرنے جیسی سہولیات کی فراہمی کا ذکر کیا۔ انہوں نے ورلڈ فوڈ پروگرام کی جانب سے چھ سب سیزرا یادہ متاثرہ یونین کونسلوں میں اٹھائے گئے اقدامات کی تعریف کی جہاں 11,000 گھروں کو تین ماہ تک 12,000 روپے فی گھر امدادی گئی۔

مشن 2022 کی اس تباہی میں جہاں سندھ حکومت کی جانب سے کی گئی کوششوں کی تعریف کرتا ہے اور اس موقع پر حکومت کو در پیش چیلنج کو سمجھتا ہے، وہیں کچھ معاملات میں تشویش کا اظہار بھی کرتا ہے کہ جن پر زیادہ بہتر انداز میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

9 تجاویز

عورتوں کے حقوق

- سنده حکومت کو ضلعی سطح پر ضلعی انتظامیہ کے تحت ایک جنسی میلپ ڈیک، تحفظ کے نظام اور عورتوں کی پناہ گاہیں قائم کر کے عورتوں کے تحفظ کا ایک جامع نظام تیار کرنا چاہیے۔
- سنده کمیشن برائے انسانی حقوق (ایس سی ایچ آر) اور سنده کمیشن برائے حقوق نسوان (ایس سی ایس ڈبلیو) کو غیرت کے نام پر قتل یا دیگر صفائی بنا دوں پر کیے جانے والے جرائم کی تفصیلی تفییض کا عہد کرنا چاہیے اور مصدقہ تحقیق اور طویل مدتی احتساب کے لیے ایک بنیاد فراہم کرنے کی خاطر ہر سانچے پر اعداد و شمار جمع کرنے چاہیے۔
- حکومت سنده کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ لڑکیوں کی جرمی تبدیلی مذہب، کم عمری کی شادیاں اور ان متأثرین کی شادیوں کو قانونی بنانے کے لیے دوسرے صوبوں میں منتقلی کے بارے میں اسی طرح کے اعداد و شمار موجود ہوں۔
- ایس سی ایچ آر، ایس سی ایس ڈبلیو اور دیگر سول سوسائٹی کی تضییموں کو ان موضوعات پر تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کے ساتھ ساتھ حقائق کی ملاش کے لیے مشن تشکیل دینے چاہیے۔
- قانونی ماہرین کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ جائیدا کے جھگڑوں کے مقدمات میں قانون اور ضابطے کی اصلاحات ہوں جو مقدمات کو تیز اور منصفانہ طور پر نمٹانے کی یقین دہانی کرائیں اور عورتوں کو وراثت میں ان کے حق کا مکمل تحفظ دیں۔
- حکومت سنده کو صفائی توازن بڑھانے کے لیے محکمہ پولیس میں فوری بنا دوں پر خواتین کو بھرتی کرنا چاہیے، خاص طور پر ان اسامیوں پر جو ابھی تک خالی ہیں اور خواتین کے مخصوص یونٹ قائم کرنے چاہیے۔
- پولیس کو بھی قابلیت کا معیار آسان کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ عورتوں کو امیدوار بنانے کے لیے آگاہی مہم چلانی چاہیے۔
- حکومت سنده کو محکمہ صحت میں خواتین کو شامل کرنا چاہیے خاص طور پر پیشہ ور ڈاکٹروں کو تاکہ خواتین سے متعلق مقدمات میں ثبوت اکٹھا کیا جاسکے اور پوسٹ مارٹم کیا جاسکے۔
- حکومت سنده کو لڑکیوں کے مزید سکول کھولنے چاہیے اور فوری طور پر مزید اساتذہ کو ملازمت دینی چاہیے۔
- جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، صوبائی حکومت کو جس سصلاح الدین پیہور کے عدالتی حکم نامے کو نافذ کرنا چاہیے اور ہر ضلع میں عورتوں کی پناہ گاہیں بنانا چاہیے⁴۔
- موثر جائزے اور دارالامان کی اصلاحات کے لیے کاروبار سے متعلق قوانین کو بھی و من پر ٹیکشنسیم کے قوانین کے مطابق ترتیب پایا جانا چاہیے۔
- ویکشنل تربیت کے ساتھ ساتھ طلبی اور قانونی مدد کی فراہمی کو بھر پور ہونا چاہیے۔ سو شیل و لیفیر ڈیپارٹمنٹ کو گواہان کے بیانات قلم بند کرنے کے لیے شاف کی موجودگی اور خواتین ماہرین نفسیات اور سکیورٹی افسران کو یقیناً بنانا چاہیے۔

مذہبی اقلیتیں

- حکومت سنده کو، اقلیوں کے حقوق پر صوبائی اور قومی کمیشنز کی قانونی تشکیل کو ایک طرف رکھتے ہوئے، مذہبی اقلیتوں سے متعلق معاملات کی مگر انی اور ازالے کے لیے ایس سی ایچ آر کے اندر ایک سپیشل سیل بنانا چاہیے۔

See Mst. Rehmat Ul Azeem Wd/o Muhammad Abdul Ghaffar v. Province of Sindh and Others (CP no. 4
258/2019)

- سکول کے نصاب کی توجہ سماجی متن پر زیادہ ہوئی چاہیے جو بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔
- ملک بھر میں جری تبدیلی مذہب اور کم عمری کی شادیوں کو روکنے کے لیے یکساں تو انہیں کانفاؤنڈ ہونا چاہیے۔
- حکومت کو عوام اور ایسے مذہبی رہنماؤں کی جانب سے کم عمر ہندوؤں کیوں کے تبدیلی مذہب کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والے بیانات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے، جو ان مجرمانہ افعال میں سہولت کار اور مد گار کے طور پر بیچانے جا چکے ہیں اور ان پر الزامات عائد ہو چکے ہیں۔
- حکومت کو ان منظہم گروہوں کے خلاف فوری اور موثر اقدامات اٹھانے چاہیے جو قلیقوں کو نشانہ بناتے ہیں اور جو اپنے امتیازی کا مول کے لیے استثمار کھتے ہیں جو سندھ میں مذہبی ہم آہنگی کے جذبے کو وندرہا ہے۔
- گھوٹکی، کندھکوت اور کشمیر کے ہندوؤں میں مذہبی تبدیلی کے خوف سے کم عمری میں شادیوں کے بڑھتے ہوئے رحجان پر آگاہی مہم کے ذریعہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
- حکومت اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کو مذہبی اقلیتوں کا آئینی اور قانونی تحفظ کے حوالے سے خوف دو رکنے کے لیے ان سے ملتا چاہیے۔
- جرأۃ تبدیلی مذہب کی تقییش اور سزاوں کے عمل میں شامل عدالتی حکام اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مذہبی اقلیتوں کے شہری اور سیاسی حقوق کے بارے میں حساس ہونا چاہیے۔
- حکومت سندھ کو سندھ سے ہندوؤں کی بھرت کے بارے میں قابل اعتبار حقائق اور اعداد و شمارا کٹھے کرنے چاہیے؛ ایسی ایج آر کواس ہمن میں حقائق تلاش کرنے کے لیے حکومت کی مدد کرنی چاہیے۔
- حکومت سندھ کو مذہبی اقلیتوں کے لیے مختص کوئی پر عمل درآمد کرنا چاہیے اور اس میں ملازمتوں کی تشبیہ اور ملازمت دینے کے متعلق طریقہ کار میں رتی بھر امتیاز نہیں برداشتا چاہیے۔
- غلط معلومات پھیلانے، نفرت پر مبنی تقریر اور اقلیتوں کے لیے نقصان دہ پرانے حربوں سے نئنے کی غرض سے سماجی ہم آہنگی اور مساوات کو برقرار رکھنے کے لیے، کہ جو سندھ کا طرہ امتیاز ہے، سول سوسائٹی کو مختلف اہم حصہ داروں، جن میں صحافی، یونیورسٹیاں، دینی رہنماء، نوجوان اور خواتین شامل ہیں، کے ساتھ مشاورت کرنی چاہیے۔
- حکومت کو بین المذاہب نمائندگی کے ذریعے سماجی اور کمیونٹی روابط کے لیے محفوظ مقامات فراہم کرنے چاہیے۔

امن و امان

- سندھ حکومت کو کمزور آبادیوں میں قانون کی عمل داری کے لیے پولیس کی استعداد بڑھانے کی خاطر تربیتی و رکشاپوں میں سرمایہ لگانا چاہیے۔
- اس سلسلے میں رویوں اور طریقہ کار کی تبدیلی پر توجہ مرکوز کرنے والی و رکشاپوں کی ضرورت ہے۔
- ایف آئی آر درج نہ کرنے یا اسے متعلقہ فوجداری دفعات کے مطابق درج نہ کرنے کی صورت میں پولیس کے اعتساب کیلئے اقدامات اٹھانے جانے چاہیے اور اس کی روح کے مطابق عمل ہونا چاہیے۔
- پولیس کو اپنی غیر جانبداری برقرار رکھنی چاہیے اور جا گیر داروں کی ایما پر معمول ا لوگوں کے خلاف مقدمات درج نہیں کرنے چاہیے۔
- پچے کے علاقے میں امن و امان کی نازک صورت حال سے نئنے کے لیے خصوصی پولیس یونٹ قائم کرنا چاہیے۔ اس یونٹ کو جدید اور کافی اسلحہ اور سامان فراہم کرنا چاہیے اور کسی سیاسی مداخلت کے بغیر کام کرنا چاہیے۔
- سندھ کے شہابی اضلاع میں ماورائے عدالت ہلاکتوں کی خوفناک شرح کو مدنظر رکھتے ہوئے سندھ حکومت کو فوری طور پر پولیس کو ایسے غیر قانونی مقابلوں سے روکنا چاہیے۔

حکومت سندھ کو یقینی بنا چاہیے کہ مقامی لوگوں کو پولیس میں بھرتی کیا جائے۔

تازعات کے حل کے مقابل طریقوں کے رجعت پسندانہ اثرات پر زور دیتے ہوئے عوامی آگاہی کی مہماں شروع کرنی چاہیں۔

مخصوص آبادیوں، خاص طور پر کمزور گروہوں کے لیے عوامی آگاہی کی مہماں شروع کرنی چاہیں تاکہ بے قاعدہ بھرت کے خطرات کے بارے میں آگاہی میں اضافہ کیا جاسکے۔

اس سلسلے میں انسانی سماں گنگ کے متاثرین اور سماں گل کیے جانے والے کمزور افراد کی بحالی کے لیے متعلقہ حکام کو مناسب مد فراہم کرنی چاہیے۔

حکومت کو انسانی سماں گنگ اور غیر قانونی اسلحہ کے سرحدوں کے آر پار نقل و حرکت کو روکنے کے لیے سرحدی انتظامیہ کے حکام کے علم وہنر کو بہتر بنانے کے لیے سرمایہ کاری کرنی چاہیے۔

صلحی انتظامیہ، عدیہ اور پولیس کو قدیمی جگہوں اور مقدمات کے فوری حل کے لیے اجتماعی کوششیں کرنی چاہیں۔

محکمہ ماں کو ترجیحی بنیادوں پر زمین کے معاملات درست کرنے چاہیے اور غیر قانونی طور پر قبضے میں لی گئی تمام زمین ریاست کو واگزار کرانی چاہیے۔

حکومت کو صوبے میں کچے کے علاقے کو ترقی دینے کے لیے ایک سماجی و معاشری ترقی کے پیش کا اعلان کرنا چاہیے، جس میں بنیادی سہولتیں اور خدمات، مثلاً سکول، ہجت کے مرکز، بجلی، سڑکیں اور ملازمت کے موقع شامل ہوں، فراہم کرنی چاہیں۔

انتظامیہ اور پولیس کے دائرہ کا مطبق اور ہم آہنگ ہونے چاہیں۔

محکمہ داخلہ کو مثالی جنس ایجنسیوں کے درمیان مؤثر روابط اور صوبوں کے درمیان رابطوں کو بہتر بنانے کے لیے یقینی اقدامات اٹھانے چاہیں۔

جری گمشدگیاں

ایسی ایج آر کو جری گمشدگیوں کا حساب کتاب رکھنا چاہیے خاص طور پر سیاسی کارکنوں کا اور ایک ایسا ڈیٹا میں بنا چاہیے جس تک عوام کی رسائی ہو۔

اس غرض سے ایک شکایات کا ڈیک بھی قائم کیا جاسکتا ہے۔

ایسی ایج آر کو سی بھی فورم کے سامنے جری گمشدگیوں کے مقدمات میں تمام عدالتی، نہم عدالتی کا روائی یا تفتیش کے دوران فریق بننا چاہیے۔

حکومت سندھ کو حقوق کی ایسی خوفناک خلاف ورزیوں کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے اور جری گمشدگیوں کا شکار لوگوں کے خاندانوں کی مالی معاونت کرنی چاہیے۔

تعلیم اور صحت کا حق

حکومت سندھ کو یقینی بنا چاہیے کہ بچوں کے کافی سکول ہوں اور ان کا فاصلہ قبل رسائی ہو۔

بڑکیوں کے لیے مزید سکول کھلنے چاہیں، اور بڑکیوں کے لیے پرائمری سکولوں کو بہتر بنانا چاہیے۔ اعلیٰ تعلیمی ادارے بشمول کالج، اور یونیورسٹیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

صوبائی بجٹ میں اہداف کے حصول تک ترجیحی بنیادوں پر تعلیم کے لیے مناسب وسائل مختص کرنے کے ساتھ ساتھ قیام کے بعد سکولوں کے بنیادی ڈھانچے کو برقرار رکھنے اور تعلیم کے معیار کے لیے متحکم وسائل مختص کرنے چاہیں۔

جو گھوٹ سکول فنڈ کھار ہے یہ انھیں تلاش کر کے بند کرنا چاہیے۔ سول سو سال تک کوآگے بڑھ کر گھوٹ سکولوں کا معائنہ کرنا اور ان کے وجود یا ان کو ملنے والے فنڈز کے بارے میں اطلاع دینی چاہیے۔

— زچہ و پچہ مرکزی صحت اور بچوں کی دیکھ بھال کے مراکز ہر ضلع میں قائم کیے جانے چاہیں۔ سندھ حکومت کو ری پرو ڈ کٹوانڈ ہیلٹھ کینری رائٹس ایکٹ 2013 کا نفاذ کرنا چاہیے۔

موسمیاتی تبدیلی

— 2022 کے سیلاب کے بعد متاثرین کے لیے بحالی اور تعیر نوکو ماپنے کا پیمانہ بھی بنانا چاہیے۔

— حکومت کو ٹیکسوں اور بشری حوالوں سے پیدا کردہ اخراج کی حد کے ذریعے اخراج کو کم کرتے ہوئے اور جنگلات کی کثاثی کے خلاف زیادہ کڑے قوانین کا نفاذ کر کے طویل مدتی، مستحکم موسمیاتی حل کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

— جائزوں کے اعداد و شمار کو عوام کے آرکائیو پر سب کے لیے قبل رسائی بنانا چاہیے تاکہ شہری اپنے سرمائے کے بہاؤ کو آزادی کے ساتھ جانچ سکیں اور اس کے عوام میں نمایاں طور پر نظر آنے کو تینی بناسکیں۔